سہ رنگا شعلہ
2

ابن صفی

تھکے تھکے سے بوجھل لمحوں کے لیے اکسیر
ابن صفی کی زندہ جاوید تحریر
عمران کا ایک مکمل اور دلچسپ ناول

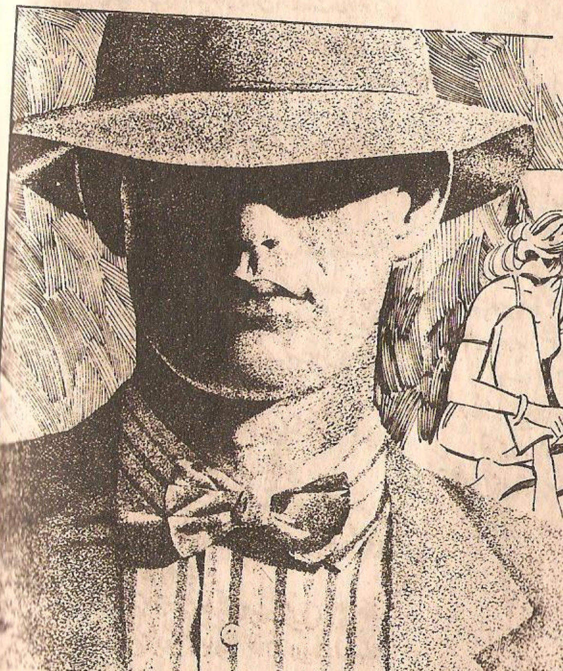

عمران کا شکار ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا وہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آگیا۔ بلیک زیرو کو آپریشن روم میں طلب کر کے اُسے ناموں اور پتوں والی لسٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ہمارے اس مہمان کا نام نویل ڈیوڈ ہے۔ لسٹ میں جس نام کے نیچے نشان ہے اس پر خاص طور پر نظر رکھنی ہے اور اسے بھی ذہن میں رکھو یہ کیس فیاض کے محکمے کا نہیں اس کا تعلق سو فیصد ہم سے ہے۔"

"میں سمجھا نہیں جناب"۔ بلیک زیرو نے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں سمجھے؟"

"ہم سے کس طرح تعلق ہے؟"

"یہ کسی دوسرے ملک کی سیکرٹ سروس کی سرگرمیاں ہیں۔"

"ہوں... اُوں..." بلیک زیرو کچھ سوچتا ہوا سر ہلا کر بولا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا۔"

عمران مزید کچھ کہے بغیر پھر ساؤنڈ پروف کمرے میں واپس آگیا۔ ڈیوڈ اب بھی صوفے پر پڑا ہوا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ عمران نے اس کے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیے۔ تین چار منٹ بعد وہ ہوش میں آگیا۔

"بڑی نقاہت محسوس کر رہا ہوں۔ تھوڑی سی بڑی برانڈی... اُوہ... اُوہ..." وہ نحیف آواز میں کراہنے لگا۔

"ابھی مل جائے گی"۔ عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا۔

"میں تم سے خائف نہیں ہوں سمجھے! میں نے تمہارے سامنے اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بعد تم نے مجھ بتایا کہ تم بھی اسی تنظیم سے تعلق رکھتے ہو..."

"یہ غلط فہمی تمہیں کیونکر ہوئی کہ میں بھی اس تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں۔"

"کیا ہم نے کچھ پہلے شناختی کوڈ ورڈز کا تبادلہ نہیں کیا تھا؟"

عمران نے ایک بلند آہنگ قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا۔

"کیوں میرا مضحکہ اڑا رہے ہو"۔ ڈیوڈ جھنجھلا کر بولا۔

"تمہاری اس مضحکہ خیز غلط فہمی پر ہنس رہا ہوں۔ ارے میرے دوست تمہارے کوڈ ورڈز کے متعلق میری معلومات وسیع ہیں ہو سکتا ہے تم خود اس سے واقف نہ ہو کہ کس مقصد کے لیے کام کر رہے ہو لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں۔"

"تو تم... یعنی کہ تم ان مہمل الفاظ کو اسی حیثیت سے جانتے تھے"

"بالکل۔"

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں کے بلیک میلرز پولیس سے زیادہ چالاک ہیں۔"

"پولیس تو میری جیب میں پڑی رہتی ہے۔"

"تو ہم یونہی تمہارے پیچھے لگے رہے تھے؟"

"یقیناً۔"

ڈیوڈ فوری طور پر پھر کچھ نہ بولا۔ عمران اسے یونہی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے تولنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"شاید تم نے یہ بھی کہا تھا کہ تم پولیس کے خلاف کام بھی کرتے ہو"۔ ڈیوڈ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بعض اوقات۔ جب پولیس سے کسی فائدے کی اُمید نہ ہو۔"

"ہمارے لیے وہ تار اور لفافہ بہت اہم ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"تو پھر تم اس کی تلاش میں ہماری مدد کر سکو گے؟"

"یہ ممکن ہے۔"

"تو پھر شاید میں تمہارے لیے کوئی بڑا بزنس مہیا کر سکوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیکن ڈیوڈ دفعتاً عجیب سے لہجے میں بولا۔

"میں کیا بکواس کر رہا ہوں۔ مجھے ضرورت ہی کیا ہے اس معاملے میں پڑنے کی۔ میں تو مرنا چاہتا ہوں۔"

"شادی ہو چکی ہے تمہاری؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں"۔ اس نے متحیرانہ انداز میں جواب دیا۔

"تب تو پھر تمہیں زندہ رہنا چاہیے"۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ایک عورت کے مر جانے سے اتنے نروس ہو گئے ہو! مجھے دیکھو ہر سال تین چار عورتیں مار دیتا ہوں۔"

"کیسے...؟"

"ان سے شادی کی درخواست کرتا ہوں اور وہ خودکشی کر لیتی ہیں۔"

"خودکشی کیوں کر لیتی ہیں؟"

"میرے ساتھ زندہ رہنے سے موت اُنھیں آسان نظر آتی ہے۔"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔"

"خیر اسے چھوڑو۔ دارالحکومت کے اس آدمی کا کچھ اتا پتا بتاؤ جس کے لیے وہ لفافہ لے جانے والی تھی۔"

"مجھے کیا معلوم اس کا پتا۔"

"کیوں؟ کیا تم نے ہی اس کے لیے ہدایت نامہ مرتب

نہیں کیا تھا؟"

"قطعی کیا تھا لیکن اُسے ڈھونڈ نکالنے کا طریق کار ایسا نہیں تھا جس سے اس کے اصل پتے پر روشنی پڑ سکتی۔ اُسے تو ایک تقریب میں شرکت کرنی تھی وہیں وہ شناختی کوڈ ورڈز کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالتی اور لفافہ اس کے حوالے کر کے یہاں واپس آجاتی۔"

"تقریب کب اور کہاں منعقد ہوگی؟"

"وقت گزر چکا ہے۔ تقریب ہو چکی ہوگی۔ کئی دن پہلے۔"

"اچھا اپنی کرپٹوگرافی کے متعلق کچھ بتاؤ۔"

"تم ایسا کیوں سمجھتے تھے کہ ہمارے کوڈ ورڈز کے متعلق تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں؟" ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو محض بلف تھا۔ البتہ لو ہو۔ لی لا۔ کا علم کسی طرح ہو گیا تھا۔"

"تم ہماری کرپٹوگرافی کے بارے میں کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے۔ اگر ہمارے لیے کوئی کام سرانجام دینا چاہو تو معقول معاوضے پر تمہاری خدمات حاصل کر لی جائیں گی۔"

"چلو یہی سہی!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔"

ڈیوڈ کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں گہرا تفکر جھانک رہا تھا

ایک بار پھر عمران کو اس کے چہرے پر ایسے ہی تاثرات دکھائی دیے جیسے کچھ دیر پہلے نظر آئے تھے جب اس نے مر جانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

⁂

رافیہ سوناف، جوزف سے کہہ رہی تھی۔

"تمہارا باس عجیب ہے، نہ جانے اس میں کون سی خاص بات محسوس کرتی ہوں جو ہر آدمی میں نہیں ہوتی۔"

"میں بھی محسوس کرتا ہوں مادام!" جوزف نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"ذریعہ معاش کیا ہے؟"

"ذریعہ معاش؟" جوزف اس کی طرف دیکھے بغیر سر ہلا کر بڑبڑایا۔ "میں نے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔"

"کیا مطلب؟ تو گویا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تمہارا باس کرتا کیا ہے؟"

"نہیں مادام۔ میں تو صرف اس پر نظر رکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔"

"تم سب ہی عجیب ہو!" رافیہ مسکرائی۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے مجھ سے اس عمارت کا پتا معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جہاں تمہارے باس کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تھی۔"

"باس! اگر اسے پسند کرتے تو اس کے لیے مجھے فون پر ہدایت مل جاتی۔"

"یہ معاملہ ایسا تو نہیں تھا کہ تمہیں ہدایت کی ضرورت ہوتی۔"

"بالکل ضرورت ہے مادام! میرے باس کو سمجھنا بہت مشکل ہے ایک بار میں نے ایک جھگڑے میں اپنی مرضی سے ان کا ہاتھ بٹانا چاہا تھا۔ بس اُلٹ پڑے اور مجھے ہی ٹھونک پیٹ کر رکھ دیا۔"

"کیا تم نہیں جانتے کہ وہ لوگ کیوں اس کے دشمن ہو گئے ہیں؟"

"میں نہیں جانتا مادام!" جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب اس موضوع پر مزید گفتگو سے بچنا چاہتا ہو۔

کچھ دیر خاموشی رہی تھی پھر رافیہ واپسی کے لیے اٹھی تھی اس ملک میں یہ پہلے غیر متعلق لوگ تھے جن سے اس کی جان پہچان ہوئی تھی اور ان سے رسم و راہ بڑھانے کا مشورہ روح کی طرف سے ملا تھا۔ وہ اس روح کے بارے میں بھی اکثر سوچتی اور گھنٹوں اس کا ذہن بشریت کے دھندلکوں میں ڈوبا رہتا۔ کبھی کبھی تو اس کو اپنی اس محویت سے خوف بھی معلوم ہونے لگتا۔ پتا نہیں کب اور کہاں اس روح کا خیال آئے اور اس کا ذہن اسی میں غلطاں و پیچاں ہو کر اسے جسمانی طور پر کسی بڑی غلطی کا مرتکب بنا دے۔

عمران کے فلیٹ سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے رُکی۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے لیکن کوئی خالی ٹیکسی نہ دکھائی دی اس نے سوچا کچھ دور پیدل ہی سہی اگلے چوراہے پر ٹیکسی ضرور ملے گی۔

اس وقت وہ بلاؤز اور اسکرٹ میں تھی۔ روح کے مخصوص کردہ والا لباس وہیں چھوڑ آئی تھی۔ پہلی بار جب وہ عمران کے فلیٹ میں داخل ہوئی تو اس کے جسم پر وہی لباس تھا اور وہ اس کے متعلق سخت اُلجھن میں مبتلا رہی تھی مجبوری تھی۔ پروفیسر نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسی لباس میں عمران سے ملے لیکن آج اس نے خود ہی پروفیسر سے کہا تھا کہ وہ اس کی ہیئت کذائی میں باہر نہیں نکل سکتی۔ اسے معمولی لباس استعمال کرنے کی اجازت دی جائے پروفیسر نے اس کے برخلاف اصرار نہیں کیا تھا۔

وہ چوراہے پر پہنچ کر رُک گئی۔ سوچ رہی تھی پتا نہیں کتنی دیر بعد ٹیکسی ملے پروفیسر کے پاس اُس نے ابھی تک کوئی گاڑی نہیں دیکھی تھی اور اس کے متعلق کچھ پوچھا بھی نہیں تھا۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ پروفیسر کسی ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا... کچھ دن اس ملک کے چند بڑے شہروں میں قیام کر کے بزنس کرے گا پھر پتا نہیں کہاں جانا پڑے لہٰذا مستقل طور پر گاڑی رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اس وقت کیا کرے؟ دور دور تک ٹیکسی کا کوئی پتا نہیں تھا۔ اگر کوئی نظر بھی آتی تو خالی نہ ہوتی۔

دفعتاً ایک شکستہ حال بچہ اس کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ اس کے ہاتھ میں بادامی رنگ کا ایک لفافہ تھا جسے وہ رافیہ کے ہاتھ میں تھما کر آگے دوڑتا چلا گیا۔ رافیہ اس حرکت پر ہکا بکا رہ گئی تھی کبھی لفافے کی طرف دیکھتی اور کبھی دور ہوتے ہوئے لڑکے کی طرف۔ نہ وہ اس کے پیچھے جا سکی اور نہ آواز دے سکی۔

پھر اسے لفافے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اس پر انگریزی میں "برائے سکریٹری پروفیسر اوتو ویلانی" ٹائپ کیا ہوا تھا۔ لفافہ سیل کیا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ لفافے کو یہیں کھول ڈالے یا اسی حالت میں ساتھ لے جائے۔

یہاں اسے کون جانتا تھا؟ سیاہ فام جوزف یا اس کے مالک کے علاوہ اور کون شناسا تھا جو اس طرح... دفعتاً وہ چونک پڑی۔ وہ لوگ بھی تو اُسے جانتے ہیں جنھوں نے جوزف کے مالک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے اس سے پوچھ گچھ کی تھی لیکن کیوں؟ اب وہ کیا چاہتے ہیں؟ اس اُلجھن نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ اسے گرد و پیش کا احساس نہ رہا۔ یہ بھی بھول گئی کہ یہاں کیوں رُکی تھی۔ کچھ دیر بعد قریب سے گزرنے والے ایک ٹرک کے طویل ہارن کی آواز اُسے ہوش میں لے آئی تو اس نے اس طرح بوکھلا کر چاروں طرف دیکھا جیسے کچھ دیر قبل یہیں کھڑے کھڑے سو گئی ہو۔

ٹھیک اسی وقت ایک خالی ٹیکسی بھی نظر آئی۔ رافیہ نے ڈرائیور کو رکنے کا اشارہ کیا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے اسے ماڈل کالونی چلنے کو کہا تھا اور پھر اس لفافے کو [illegible] دیکھنے لگی تھی۔ بالآخر لفافہ چاک ہوا اور اس میں [illegible] کے دس نوٹ برآمد ہوئے۔ ان کے ساتھ [illegible] انگریزی ٹائپ میں مضمون تھا۔

"[illegible] آپ کے شکر گزار ہیں اس اطلاع کے لیے جو آپ نے عمران سے متعلق ہمیں بہم پہنچائی ہیں۔ یہ ایک ہزار روپے کی حقیر رقم قبول فرمائیے اس قسم کی مزید آمدنی کے امکانات ہر وقت موجود رہیں گے اگر آپ نے اس وقت عمران کو اس فلیٹ میں دیکھا ہو تو اسی لفافے کی پشت پر صرف ہاں یا نہیں لکھ کر جہاں بھی آپ گاڑی سے اُتریں سڑک کے کنارے پر ڈال دیں۔ شکریہ!"

رافیہ نے خط اور نوٹ اسی لفافہ میں رکھ دیے اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی پھر ویلانی کی کوٹھی کے پھاٹک ہی پر ٹیکسی رکوائی تھی لیکن خط کی ہدایات پر عمل نہ کرتے ہوئے لفافے کو بغل میں دبائے ہوئے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی اوتو ویلانی اس وقت نشست کے کمرے میں موجود تھے۔ رافیہ نے کچھ کہے بغیر وہ لفافہ اس کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے؟" ویلانی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھیے!" رافیہ کی آواز بھرّائی ہوئی تھی۔

ویلانی نے لفافے کو میز پر اُلٹ دیا اور پھر خط پڑھتا رہا اس کی بھویں تنتی جا رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسے اس شدت سے غصہ آ رہا ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ سارے نوٹ اور خط ریزہ ریزہ کر دیے۔

"ذلیل...!" وہ غرّاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہمیں کیا سمجھتے ہیں!"

"اس بیچارے کو ان لوگوں نے اس درجہ خوف زدہ کر دیا ہے کہ اسے روپوش ہو جانا پڑا!" رافیہ نے کہا۔ ویلانی نے کچھ نہ کہا اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

رافیہ کہتی رہی۔ "وہ اس وقت فلیٹ میں موجود نہیں تھا میرے سامنے ہی نیگرو نے فون پر اس کی کال ریسیو کی تھی۔ نیگرو نے اُسے وہاں میری موجودگی کی اطلاع دی۔ میں نے نیگرو سے کہا کہ میں اس سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں بہرحال میں نے اسے بتا دیا ہے کہ کچھ لوگوں نے مجھ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہی تھیں!"

"تم نے اچھا کیا!" ویلانی بھرّائی ہوئی آواز میں بولا۔

"آپ نے یہ نوٹ کیوں پھاڑ دیے؟"

"ناپاک پیسہ تھا!" ویلانی نے جھلا کر کہا۔

رافیہ کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر بعد ویلانی بولا۔

"تم روح سے درخواست کرو کہ انھیں سزا دے!"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"تمہاری توہین کسی طرح بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ ایک غلط کام کے لیے انھوں نے تمہیں پیسے کا لالچ دلانے کی کوشش کی تھی۔ ذلیل کتے کہیں کے۔" پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتا رہا اور رافیہ باس تبدیل کرنے کے کمرے میں چلی آئی۔

قدیم مصری ممی کی قدِ آدم تصویر پر نظر پڑتے ہی اس نے سوچا کیا اسے سچ مچ روح سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ عمران کے دشمنوں کو سزا دے؟ ابھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کرسکی تھی کہ کمرے کی فضا سرگوشی سے گونج اٹھی۔

"کیا تم کچھ کہنا چاہتی ہو۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ اے مقدس روح۔۔۔" بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔ "ان بدبختوں کو سزا ملنی چاہیے جو مجھے ایک غلط کام پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"صرف ایک گھنٹہ انتظار کرلو۔۔۔ اس کا ذمہ دار جلد ہی تمہارے قدموں پر ہوگا۔"

رافیہ نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ ہلائے لیکن اچانک چھا جانے والی خاموشی جیسے خود اس کی آواز پر بھی حاوی ہوگئی تھی۔ وہ کچھ نہ بول سکی۔ چند لمحے اسی طرح کھڑی رہی پھر میز کے سامنے جا بیٹھی۔ خطوط کا انبار اس کا منتظر تھا۔

کچھ دیر بعد ٹائپ رائٹر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ کام میں مصروف ہو جانے کے بعد رافیہ کو وقت کا احساس نہیں رہ جاتا تھا۔ آج بھی یہی ہوا۔ ٹائپ رائٹر کی کھٹ کھٹ میں اس کا ذہن ڈوب کر گرد و پیش سے بے خبر ہوتا گیا۔

پھر وہ ڈوربیل کی تیز آواز ہی تھی جس نے اُسے محویت سے نکال کر جھنجلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ کوئی پے در پے گھنٹی بجائے جا رہا تھا۔ "کون ہو سکتا ہے؟" اس نے سوچا۔ ابھی تک جوزف کے علاوہ تو اور کوئی یہاں نہیں آیا تھا۔ بہرحال کوئی بھی ہو جھنجلاہٹ اپنی جگہ پر تھی۔ وہ طوعاً و کرہاً اُٹھی اور صدر دروازے تک آئی لیکن یہ کون تھا؟ صورت کچھ جانی پہچانی تھی۔ ہرچند کہ اس وقت بگڑ کر رہ گئی تھی لیکن بہرحال پہچان لی گئی۔ یہ تو وہی سفید فام غیر ملکی تھا جس نے عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ اُس نے دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبا رکھا تھا اور چہرے پر کسی اندرونی اذیت کے آثار تھے۔

"پروفیسر۔۔۔ میں پروفیسر سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ کراہا۔

"پروفیسر موجود نہیں ہیں۔" رافیہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں مر رہا ہوں۔"

"کیوں؟ تمہیں کیا ہوا۔۔۔"

"زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا۔ مجھ پر رحم کرو۔"

رافیہ نے برآمدے میں پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔"

وہ اسی طرح بایاں پہلو دبائے کرسی پر ڈھیر ہوگیا۔۔۔ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دم گھٹ رہا ہو۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے؟" رافیہ نے کسی قدر نرم لہجے میں پوچھا۔

"م۔۔۔ میں نہیں جانتا۔۔۔ بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔۔۔ یہ بھی نہیں۔۔۔ جانتا کہ یہاں کیوں آیا ہوں۔"

رافیہ کچھ نہ بولی۔ وہ روح کی سرگوشی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ یہ وہی شخص تھا جس نے اس سے زبردستی عمران کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔۔۔ روح نے کچھ دیر قبل اسے بتایا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر اندر اس کے قدموں پر ہوگا تو اب وہ کیا کرے۔ آخر وہ یہاں کیوں آیا ہے؟

"پروفیسر سے تو ملاقات نہیں ہو سکے گی۔" رافیہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تب پھر مجھے مرجانے دو۔ میرا خیال تھا کہ اوٹو دیلانی میرے لیے کچھ کر سکے گا۔ کم از کم یہی بتا سکے گا کہ میں اچانک کس مرض میں مبتلا ہوگیا ہوں۔"

"وہ کیا بتا سکیں گے۔ تم کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔"

"پہلے ڈاکٹر ہی کے پاس گیا تھا لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔"

رافیہ چند لمحے اُسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "کان کھول کر سنو۔ تم نے میری توہین کی تھی اس کی سزا بھگت رہے ہو۔۔۔ اس دن زبردستی مجھ سے معلومات حاصل کیں اور آج وہ لفافہ۔۔۔"

"وہ تو اظہارِ تشکر کے طور پر۔"

"خاموش رہو۔ پروفیسر نے وہ سارے نوٹ چیر پھاڑ کر پھینک دیے۔"

وہ کچھ نہ بولا۔

رافیہ کہتی رہی۔ "تمہیں جرأت کیسے ہوئی تھی۔۔۔ کیا سمجھے تھے تم؟"

"تمہیں معاف نہیں کیا جاسکتا۔" راہداری سے پروفیسر کی غرّاتی ہوئی آواز آئی۔ "سموناف اسے اندر لاؤ۔"

رافیہ چونک کر مڑی تھی لیکن اُسے پروفیسر دکھائی نہ دیا۔

وہ عجیب طرح کی اعصابی کشیدگی محسوس کر رہی تھی۔ خود اس سے مزید کچھ نہ کہہ سکی اور ایک بار پھر مڑ کر راہداری کی طرف دیکھا لیکن پھر پروفیسر کی آواز سنائی دی۔

"تم نے سُنا۔" وہ بالآخر اس سے مخاطب ہوئی۔

سفید فام اجنبی نے کراہتے ہوئے کہا۔ "ذرا ٹھہرو۔ میں خود پر قابو پالوں فوری طور پر کرسی سے اُٹھ نہ سکوں گا۔"

رافیہ کو پہلے اس پر غصہ آیا تھا اور اب وہ خوف زدہ تھی۔ اس کے لیے تشویش میں مبتلا ہوگئی تھی اب اس کا حشر کیا ہوگا! پروفیسر کی خوفناک آنکھیں کچھ اور زیادہ خوفناک اور جذبۂ انتقام کی تفسیر بن کر اس کے ذہن میں اُبھر رہی تھیں۔ پتا نہیں کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔۔ کہ سفید فام اجنبی اندر نہ جائے لیکن کچھ دیر بعد وہ خود ہی اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ رافیہ راستہ بتانے کے لیے تیزی سے جھپٹی۔

وہ راہداری سے گزر ہی رہے تھے کہ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے سے پروفیسر کی آواز آئی۔ "اسے یہاں لاؤ۔"

رافیہ نے اب اس نیم تاریک کمرے کی طرف اس کی راہنمائی کی جہاں کچھ دن پہلے عمران کو لے گئی تھی۔

"سموناف اب تم جاؤ۔" پروفیسر کی آواز آئی۔

اور وہ اس نیم تاریک کمرے سے باہر آگئی۔ سخت الجھن میں تھی۔ پتا نہیں اب اس کا کیا حشر ہو۔ وہ کچھ لوگوں سے نفرت کر سکتی تھی لیکن وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ انھیں کوئی گزند پہنچے۔

شاید بیس منٹ بعد وہ اس کمرے سے باہر آیا تھا۔ رافیہ نے اس کے چہرے پر شگفتگی دیکھی۔ تن کر چل رہا تھا۔ چال میں لڑکھڑاہٹ بھی نہیں تھی لیکن اس کے چہرے پر ایک سیاہ داغ نظر آرہا تھا۔ بچھو کی شکل کا جس نے ڈنک اُٹھا رکھا ہو۔ انداز ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس داغ سے باخبر ہے۔

رافیہ ساکت و صامت کھڑی رہی اور وہ اظہارِ تشکر کے طور پر کچھ کہتا ہوا اس کے قریب سے گزر گیا۔ وہ وہیں کھڑی رہی پھر کچھ دیر بعد پروفیسر بھی اسی دروازے سے برآمد ہوا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کچھ دیکھا تم نے؟" اس نے رافیہ سے پوچھا۔

رافیہ سوالیہ انداز میں اس کی طرف متوجہ ہوگئی۔

"وہ اس کالے بچھو سے بے خبر ہے۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"کیا تم نے اس کا چہرہ غور سے نہیں دیکھا تھا؟"

"جی ہاں! میں نے دیکھا تھا۔ شاید آپ اس کی پیشانی کے داغ کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے نہیں تھا۔"

"یہی بات ہے۔" پروفیسر مسکرایا۔ "وہ بھی کیا یاد کرے گا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"سزا کے طور پر۔ اسے پیشانی سے ہٹانے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں کہ اتنی کھال ہی نکال دی جائے۔"

"مگر کیوں؟" رافیہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"میری مرضی۔" پروفیسر غرّایا۔ "اپنے مقابل آنے والوں کو میں ایسی ہی سزا دیتا ہوں۔"

"لیکن وہ تو بہت خوش نظر آرہا تھا؟"

"اس کی وہ تکلیف میں نے رفع کردی تھی جس میں مبتلا ہو کر یہاں آیا تھا۔ سزا کا علم اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک وہ خود آئینہ نہ دیکھے یا کوئی اس کی طرف توجہ نہ دلائے۔"

"لیکن آپ نے ایسا کیا ہی کیوں؟"

"میں دشمن کو معاف نہیں کرتا۔ آخر اس نے اپنے جھگڑے نپٹانے کے لیے تمہیں کیوں آلۂ کار بنانا چاہا تھا۔"

رافیہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

◆

عمران نے آپریشن روم میں بیٹھے بیٹھے ساتویں اطلاع بھی وصول کی اور آخرکار بُرا سا منہ بناتے ہوئے اُٹھ گیا۔ ڈیوڈ اب بھی ساؤنڈ پروف کمرے ہی میں بند تھا۔ ایک بار پھر اسے عمران کا سامنا کرنا پڑا۔

"تمہارے وہ ساتوں دوست ان پتوں پر نہیں مل سکے۔" عمران اُس سے کہہ رہا تھا۔ "میرے آدمیوں کو بہم پہنچائی ہوئی اطلاعات کے مطابق اُنھوں نے آج ہی ان رہائش گاہوں کو چھوڑا ہے۔"

"تب تو پھر۔" ڈیوڈ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا لیکن جملہ نہ پورا کر سکا۔ عمران غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تب تو یہی بہتر ہے کہ میں تمہاری قید میں رہوں۔" ڈیوڈ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"کیوں؟"

"وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

"اوہو! لیکن اس اسکیم کا کیا ہوگا جس کے تحت میں تمہیں مدد دینے والا تھا؟"

"اب سب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں ان کی غلط فہمی کسی طرح بھی رفع نہیں کر سکوں گا۔"

"کیا مطلب...؟"

"میرے اس طرح غائب ہو جانے سے اُنھوں نے یقیناً کسی قسم کا خطرہ محسوس کیا ہوگا تب ہی تو اپنی رہائش گاہ چھوڑ گئے۔"

"خیر... خیر... لیکن تم ان کے پیشوں سے تو واقف ہی ہو گے؟"

"ہرگز نہیں۔ وہ بھی میرے پیشے سے واقف نہیں تھے۔"

"کیا تمہیں ایسی کوئی ہدایت ملی تھی جس کے تحت تم کسی کو اپنے پیشے سے آگاہ نہ کرو؟"

"صرف اتنی کہ کسی اجنبی کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔ دراصل ہم آٹھوں ایک کلب کے ممبر تھے زیادہ تر کلب ہی میں ہماری ملاقاتیں ہوتی تھیں۔"

"کلب کے متعلق کچھ بتاؤ۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کلب کا نام 'فرینڈز آف براڈ' ہے۔ سرفراز روڈ پر۔ امینہ بلڈنگ میں ایک سویڈش عورت مس موریلی فراہام کلب کی مالکہ اور منیجر ہے۔"

"تب تو میرا خیال ہے کہ وہ کلب بھی وہاں سے غائب ہو گیا ہوگا۔" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"خدا جانے۔" ڈیوڈ جھنجلا کر بولا۔ "میرا مستقبل تو تباہ ہو چکا۔"

"ارے تم تو ویسے بھی مر جانے پر تُلے بیٹھے تھے۔"

"میں غلطی پر تھا۔" ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا وہ عورت احمق تھی جو اس طرح مر گئی۔ کل میں بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔"

"شاباش۔ اب تم نے کام کی باتیں شروع کی ہیں۔ اچھا تو پھر اب تم یہیں قیام کرو۔ میں دیکھوں کہ میں ان لوگوں کو اپنا تعاون حاصل کرنے پر آمادہ کر سکتا ہوں یا نہیں۔"

"سب کچھ جہنم میں جائے۔ کیا تم میرے لیے کسی قسم کی شراب مہیا نہیں کر سکو گے۔"

"ضرور۔ ضرور۔ ابھی بھجواتا ہوں۔" عمران نے کہا اور پھر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آ گیا۔

وہ جانتا تھا کہ بلیک زیرو بھی رانا پیلس ہی میں موجود ہوگا ان دنوں وہ وہیں سے سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کی کمانڈ کر رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہی ڈیوڈ کے دوستوں کے متعلق معلومات فراہم کر کے عمران کو ٹرانسمیٹر پر مطلع کرتا رہا تھا۔

عمران نے فون پر رانا پیلس سے رابطہ قائم کر کے بلیک زیرو کو پھر مخاطب کیا اور "فرینڈز آف براڈ" کی مالکہ مس موریلی فراہام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے ہدایات دیں۔ "اور دیکھو" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "دو گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔"

"بہت بہتر جناب۔" دوسری طرف سے آواز آئی

"سوئش آل۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

پھر دو گھنٹے بعد ہی فون کی گھنٹی بجی تھی۔ بلیک زیرو رپورٹ پیش کر رہا تھا۔ "مس موریلی فراہام سویڈن کی باشندہ ہے۔ عمر پچیس اور تیس کے درمیان، قد پانچ فٹ تین انچ۔ اچھی صحت اور دل کش خدوخال رکھتی ہے۔ بلاشبہ خوب صورت کہی جا سکتی ہے۔ ہمارے کلچر کا مطالعہ ہے مصوری کے مختلف ادوار کے بارے میں مواد اکٹھا کر رہی ہے آج کل مغل طرز کی مصوری کی اسٹڈی کر رہی ہے۔ امینہ بلڈنگ ہی میں بزنس بھی ہے اور قیام بھی ہے بہت سوشل بھی واقع ہوئی ہے۔ مقامی آرٹسٹ یا آرٹ کے طالب علم کلچر سینٹر کے سکریٹری کے توسط سے اس تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"کلب کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہوئیں؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ عموماً غیر ملکیوں کے لیے مخصوص ہے لیکن مقامی لوگوں کو بھی ممبر شپ دی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ مس فراہام کے معیار پر پورے اُتریں۔ شاید اسی لیے مقامی ممبروں کی تعداد تین سے آگے نہیں بڑھ سکی۔"

"خیر تم... کلچر سینٹر کے سکریٹری سے ایک تعارفی خط حاصل کرنے کی کوشش کرو مرزا نسیم بیگ کے نام جو مصوروں کے ایک قدیم خاندان کا رکن ہے۔"

"میں سمجھ گیا۔ اچھی بات ہے ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ بھی ہو جائے گا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر کلچر سینٹر کے سکریٹری کا تعارف نامہ وہ خود ہی لے کر دانش منزل میں داخل ہوا تھا۔

"تم نے یہ بھی معلوم کر لیا ہوگا کہ وہ کس وقت سے کس وقت تک اجنبیوں سے ملتی ہے۔" عمران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ مقامی آرٹسٹوں سے کسی وقت بھی مل سکتی ہے۔ بس کلچر سینٹر کے سکریٹری کے حوالے سے فون کرنا پڑے گا۔ وہ فوراً طلب کر لے گی۔ کیا آپ خود ہی جائیں گے؟"

"ہوں۔" عمران سوچتا ہوا بولا۔ "اب مجھے ہی دیکھنا

پڑے گا لیکن تم جوزف سے رابطہ قائم کر کے اس آدمی کے بارے میں چھان بین کرو جس نے پروفیسر اوٹو ویلانی کی سکریٹری سے میرے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہی تھیں۔"

*

موریلی فراہام سویڈش تھی۔ خوب صورت بھی تھی اور صحت مند بھی انگریزی روانی کے ساتھ بول سکتی تھی اور اُردو سیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سویڈن سے تجارتی نوعیت کے پاسپورٹ پر یہاں آئی تھی اور کئی سال سے یہاں مقیم تھی ثقافتی سرگرمیوں میں بھی اکثر حصہ لیتی ہوئی دیکھی گئی تھی۔

عمران انھی اطلاعات پر غور کرتا ہوا سرفراز روڈ طے کر رہا تھا پچھلے چوراہے پر ٹیکسی چھوڑ دی تھی وہاں سے پیدل ہی چل پڑا تھا لیکن اسے ان لوگوں کی قطعی فکر نہیں تھی جو اس کی تلاش میں تھے کیونکہ وہ خود اس وقت میک اپ میں تھا۔ شاید قریب سے دیکھنے والے بھی پہچان نہ سکتے۔ کئی گھنٹے میک اپ پر صرف کیے تھے اور اب اسکیم کے مطابق دانش منزل واپس نہیں جانا تھا۔ اسی میک اپ میں اُس نے اپنے لیے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں کمرہ حاصل کر لیا تھا۔

امینہ بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر وہ رُک گیا۔ صدر دروازے پر نیین سائن بورڈ کے نیچے ایک باوردی چپڑاسی کھڑا نظر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس سے کہا۔ "مجھے وقت دیا گیا ہے مادام موریلی کو میری آمد کی اطلاع دو۔"

"کیا آپ مرزا نسیم بیگ صاحب ہیں؟" اس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ہاں میں ہی ہوں۔"

"آیئے تشریف لایئے جناب۔" وہ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا اور عمران اس کے پیچھے چلنے لگا۔

وہ اسے اس کمرے میں لے آیا جہاں موریلی فراہام سے ملاقات ہونے والی تھی۔ کمرہ سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر آرٹ کے نادر نمونوں کی نقول موجود تھیں ابھی وہ بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ بائیں جانب والے دروازے سے وہ مسکراتی ہوئی برآمد ہوئی۔

"بیٹھیے بیٹھیے... جناب... میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمایئے اپنی تشریف آوری پر۔" اس نے اردو میں کہا لیکن صاف معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ دیر پہلے اس جملے کو ادا کرنے کی مشق کرتی رہی ہو۔

"کوئی بات نہیں۔" عمران نے انگریزی میں گُل افشانی شروع کی۔ "مجھ میں قومی حس ذرہ برابر بھی نہیں ہے اس لیے میں اُردو میں آپ سے بات نہیں کر سکوں گا مجھے انگریزی بولنے کا شوق ہے لیکن ایسے لوگ مجھے کم ہی ملتے ہیں جن کے ساتھ میں اپنا شوق پورا کر سکوں۔"

"مجھے آپ نے ایک بہت بڑی دُشواری سے بچا لیا...؟" وہ مسکرائی۔ اس بار یہ جملہ اس نے بھی انگریزی ہی میں ادا کیا تھا۔ تھوڑے توقف کے بعد پھر بولی۔ "دراصل ابھی میں اُردو سیکھ رہی ہوں روانی کے ساتھ بول نہیں سکتی۔"

"اگر آپ روانی کے ساتھ بول سکتی ہوتیں تو میں اُٹھ کر بھاگ جاتا۔"

"آخر کیوں؟ بڑی عجیب بات ہے۔"

"میری زندگی ایک لامتناہی اُکتاہٹ ہے۔ بعض اوقات مجھے نسیم بیگ سے بھی نفرت ہو جاتی ہے۔"

"اوہ۔" اس نے تشویش ظاہر کرنے کے لیے ہونٹ سکوڑے سرخ رنگ کا دائرہ دل کش بھی تھا ترغیب آفریں بھی۔

"یقیناً آپ مجھے اپنی ہمدردی کا مستحق سمجھ رہی ہوں گی. لیکن مجھے ہمدردوں سے بھی نفرت ہے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے عجیب باتیں ہوتی آئی ہیں خیر آپ یہ ملاحظہ فرمایئے... جو کلچر سینٹر نے میرے بارے میں آپ کو تحریر کیا ہے۔"

وہ اس کے ہاتھ سے لفافہ لے کر خط نکالنے لگی۔ عمران سر جھکائے بیٹھا رہا... خط پڑھ چکنے کے بعد موریلی چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مغل آرٹ کے بارے میں ایک کتاب لکھ رہی ہوں۔ اس سلسلے میں آپ مجھے کیا مدد دے سکیں گے؟"

"کیا عرض کروں جبکہ میں مغل ہی مغل ہوں آرٹسٹ قطعی نہیں ویسے تو میں آپ کو اپنے خاندان کے کچھ کارنامے دکھانا چاہتا ہوں۔"

"ضرور۔ ضرور۔"

عمران نے ہینڈ بیگ سے مغل آرٹ کے کچھ نمونے نکالے موریلی انھیں دیکھتی رہی۔ انداز سے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بچے کے ہاتھ میں ایسا کھلونا لگا ہو جس کی آرزو اسے عرصے سے رہی ہو۔ کچھ دیر بعد وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ "کیا آپ انھیں فروخت کرنا پسند کریں گے؟"

"اگر کوئی ان سے میرا پیچھا چھڑا سکے تو میں خود ہی اسے

اس کی منہ مانگی قیمت ادا کر سکتا ہوں۔“

”میں نہیں سمجھی۔“

”مجھے یہ دیکھ کر سخت کوفت ہوتی ہے کہ داڑھی دار مغل بھی آہو چشم اور نازک اندام ہوا کرتے تھے۔“

موریلی ہنس پڑی۔

”ہنسیے نہیں۔“ عمران دردناک لہجے میں بولا۔ ”اسی مسئلے پر غور کرتا کرتا بوڑھا ہو جاؤں گا۔ میرے پاس ایسی ہی درجنوں تصاویر اور بھی ہیں۔۔“

”وہ کب دکھائیں گے آپ؟“

”کل لیتا آؤں گا۔“ عمران نے بے پروائی سے کہا۔ ”انھیں تو رکھ ہی لیجیے۔ یہ ذہنی بار کچھ تو ہلکا ہو۔“

”بڑی عجیب بات ہے۔ بڑی عجیب بات ہے۔“ وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

”یقیناً یہ بات آپ کو عجیب لگ رہی ہوگی۔“ عمران نے جلدی سے کہا۔ ”کیونکہ کلچر سینٹر کے سکریٹری نے میرا تعارف آرٹسٹ ہی کی حیثیت سے کرایا ہے۔“

”جی ہاں۔“

”لیکن میرا آرٹ ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے۔۔۔ کاغذ پر نہیں۔“

”میں پھر بھی نہیں سمجھی۔ آپ کی باتیں مشکل سے سمجھ میں آتی ہیں۔“

”میں سمجھائے دیتا ہوں۔“ عمران نے کہا اور ہینڈ بیگ سے لوہے کے دو گولے نکالے۔ وہ متحیرانہ انداز میں دونوں کو دیکھتی رہی۔ عمران نے گولے فرش پر ڈال دیے۔

”یہ کیا ہے؟“ موریلی نے پوچھا۔

”بس دیکھتی جائیے۔“ عمران نے ان گولوں پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ہر پیر کے نیچے ایک گولا تھا۔ اس نے پھر کہا۔ ”دیکھتی رہیے گا کہ میری ایڑیاں یا پنجے زمین سے تو نہیں لگتے۔“ پھر موریلی شاید سچ مچ حیرتوں کے سمندر میں غوطے کھانے لگی تھی۔ محویت اس قدر بڑھی کہ فرش پر اکڑوں بیٹھ کر یہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی کہ گولوں پر چلتے وقت اس کے پیر زمین سے تو نہیں لگ رہے تھے۔

عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا تھا۔ کبھی دو کرسیوں کے درمیان سے نکلتا۔ کبھی میز کے گرد ناچنے لگتا۔ کچھ دیر بعد وہ گولوں پر سے اتر آیا۔

وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔ ”واقعی یہ آرٹ ایسا ہی ہے کہ عرصے تک ذہنوں سے چپکا رہے۔“

”لیکن آپ کو اس آرٹ سے دلچسپی کیوں ہونے لگی۔ خیر فکر نہ کیجیے کل میں بقیہ تصاویر بھی آپ تک پہنچا دوں گا۔“

”نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے سچ مچ مجھے متحیر کر دیا ہے کیا آپ اس فن کا مظاہرہ کرنا پسند کریں گے؟“

”یہاں احمقوں کے جنگل میں؟“ عمران نے تحیر آمیز حقارت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا۔

”آپ کو اپنے فن کے شایانِ شان داد ملے گی۔ میرے کلب کے ممبر ذہین اور ذی عزت ہیں۔“

”ہاں ذہین آدمیوں کے محدود حلقے میں ممکن ہے۔“

”اور پھر آپ کی حیثیت پیشہ ورانہ بھی نہ ہوگی سب سے پہلے میں آپ کو کلب کا باقاعدہ ممبر بناؤں گی۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ موریلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”اور یہ تصاویر بھی میں مفت نہیں لوں گی۔ آپ کو ان کی معقول قیمت ملے گی۔“

”نہیں محترمہ۔ ویسے اگر آپ کو اس پر اصرار ہی ہے تو وہ رقم کسی یتیم خانے کو بھجوا دیجیے گا۔“

اچانک ہی کئی کتوں کے بیک وقت بھونکنے کی آواز آئی اور موریلی کی بھنوؤں میں تنفر آمیز تناؤ پیدا ہو گیا۔ آوازیں زیادہ دور کی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ یہ کتے عمارت ہی کے کسی حصے میں بھونک رہے تھے۔

”جنگلی۔“ وہ دانت پیس کر بڑبڑائی۔

”کیا مجھ سے کچھ فرمایا؟“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔“ موریلی کا لہجہ ناخوشگوار تھا۔

”کیا میری موجودگی گراں گزر رہی ہے؟“

”نہیں جناب۔“

عمران خاموش ہو گیا۔۔۔ وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔ ”کسی کا احسان مند ہونا بہت برا ہے۔“

”یقیناً برا ہے بشرطیکہ وہ احسان ہو۔“

”کیا مطلب؟“

”غالباً آپ ان تصاویر کے بارے میں کچھ سوچ رہی ہیں لہٰذا میں یہ بات صاف کر دوں کہ میں سچ مچ ان تصاویر سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔“

”آپ غلط سمجھے۔ اس بات کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں غالباً آپ نے بھی کتوں کا شور سنا ہوگا۔“

”جی ہاں۔“

”یہ تعداد میں گیارہ ہیں۔ قدآور قسم کے السیشن اور وہ جنگلی انھیں ساتھ لیے پھرتا ہے۔“

”اوہ۔۔۔“ عمران نے تشویش کن انداز میں ہونٹ سکوڑے۔

”ابھی حال ہی کیلی فورنیا سے آیا ہے۔ میرے ایک محسن نے نہ صرف اس کا تعارف کرایا تھا بلکہ سفارش بھی کی تھی کہ اسے کلب کا ممبر بنا لیا جائے۔“

”اور اس نے اپنے کتوں کو بھی ممبری سے محروم نہیں رکھا۔“ عمران سر ہلا کر بولا۔

”بالکل یہی بات ہے۔ میں کئی بار اعتراض کر چکی ہوں لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔“

”کتوں کی صحبت کا اثر ہے۔“

”ایک بڑی اسٹیشن ویگن میں یہ کتے اس کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔“

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کا ذہن پہاڑی سے گر کر مرنے والی ڈائری کی طرف بہک گیا تھا۔ فیاض کے بیان کے مطابق ڈائری کے اندراجات میں تنظیم کے نئے سربراہ کے بارے میں اس سے متعلق جانوروں کی فوج کا تذکرہ تھا اور یہ چیز بھی غیر معمولی ہی تھی کہ کوئی ہر وقت گیارہ عدد کتے ساتھ لیے پھرے۔

موریلی زہرخند کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ ”وہ اس خبط میں مبتلا ہے کہ عورتیں بہت جلد اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔“

”نادر الوجود نسل کے کتے ہمیشہ سے عورتوں کی کمزوری رہے ہیں۔“ عمران مسکرا کر بولا۔

”مجھے کتوں سے نفرت ہے۔“ وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

”تو پھر آپ ان کتوں کو یہاں کیوں آنے دیتی ہیں؟“

”میں نے کہا نا احسان مندی بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ اپنے اس محسن کی سفارش کی بنا پر میں سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہوں۔“

”کہیے تو میں آپ کے اس محسن کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کروں؟“

”وہ اب یہاں کہاں۔۔۔ کبھی کا سوئیڈن چلا گیا۔“

”کیا کلب کے دوسرے ممبروں کو اس کی حرکت پر اعتراض نہیں ہوتا؟“

”انھوں نے تو اسے تماشا بنا لیا ہے۔ فطرتاً احمق ہے اس لیے ان کی دل بستگی کا سامان بن جاتا ہے۔“

”نام کیا ہے؟“

”ہاروے رچمنڈ۔ اور تھوتھنی سوّر کی سی ہے۔“ موریلی نے جلے کٹے لہجے میں کہا اور ہنس پڑی۔

پھر عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں ہنسا تھا جیسے کوئی ناخوشگوار فرض ادا کرنا پڑا ہو۔ دفعتاً باہر قدموں کی چاپ سنائی دی۔

”وہ۔ ادھر ہی آ رہا ہے مردود۔ اتنا غیر مہذب اور ناشائستہ آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ ضرورت ہو یا نہ ہو ہر جگہ دخل اندازی کر بیٹھتا ہے۔“ موریلی بہت برے لہجے میں بڑبڑائی تھی اور عمران کو دوسرے ہی لمحے میں دروازے کے سامنے ایک لمبا تڑنگا سفید فام آدمی دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے کئی السیشن کتے تھے۔ اس نے غالباً مڑ کر کتوں ہی کو کہا تھا۔

”میرے دوستو! تم یہیں ٹھہرو گے۔ اگر میرے ساتھ کوئی کمرے میں داخل ہوا تو گولی مار دوں گا کیونکہ مس فراہام کتوں سے نفرت کرتی ہیں۔“

”میں اس وقت مشغول ہوں مسٹر رچمنڈ۔“ موریلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تمہاری مشغولیت میں مخل نہیں ہوں گا۔ صرف دو باتیں کرنی ہیں۔ کیا میں اندر آ جاؤں؟“

اور پھر موریلی کے جواب کا انتظار کیے بغیر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مضبوط ہاتھ پیر اور کسرتی جسم کا آدمی تھا۔ آنکھوں میں تند خوئی بھی جھلکتی تھی اور ہونٹوں کی بناوٹ تو سچ مچ ایسی تھی کہ وہ موریلی کے بیان کے مطابق سوّر کی تھوتھنی معلوم ہوتے تھے۔ عمر چالیس سال سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ اس نے کمرے میں گھستے ہی کہنا شروع کر دیا۔ ”میں یہاں کی آب و ہوا سے تنگ آ گیا ہوں۔ میرے کتے سخت پریشان ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔“

”بھلا میں کیا کر سکوں گی اس سلسلے میں۔“ موریلی نے بے بسی سے کہا۔

”نیک مشورہ تو دے سکو گی۔“

”افسوس کہ میں اس وقت کوئی مشورہ نہیں دے سکوں گی۔“

”کیوں؟ اوہ آپ کی تعریف۔“ اب وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

”مرزا نسیم بیگ۔ بہت اچھے آرٹسٹ ہیں۔“

”میں ہاروے رچمنڈ ہوں۔“ اس نے عمران کی طرف مصافحہ

کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے دوسرے ہی لمحے محسوس کیا کہ وہ طاقتور بھی ہے۔

"کس قسم کے آرٹسٹ ہیں آپ؟" رچمنڈ نے اس سے پوچھا۔

"ہر قسم کا آرٹسٹ ہوں" عمران نے جواب دیا اور موریلی جلدی سے بول اُٹھی۔

"تصویریں بناتے ہیں اور مغل آرٹ خاص موضوع ہے یہ دیکھو" اس نے عمران کی لائی ہوئی تصویریں اس کی طرف بڑھا دیں اور وہ انھیں اسی طرح دیکھتا رہا جیسے حقیقتاً ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے مضحکانہ انداز میں پوچھا۔

"کیا یہ آدمیوں کی تصویریں ہیں؟"

"آدمیوں کو تو آدمیوں ہی کی نظر آتی ہیں" عمران نے بے پروائی سے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کتوں کو دکھاؤ تو وہ بھونکنے لگیں گے" عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"یہ دیسی آدمی کس قسم کی باتیں کرتا ہے؟" اس نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم ۔ ۔ ۔"

"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے" عمران جلدی سے بولا۔

"پلیز مسٹر نسیم! کل ضرور آنا۔ میں تمہاری منتظر رہوں گی" موریلی اٹھتی ہوئی بولی۔ اس نے عمران سے مصافحہ کیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

⁂

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر پر عمران سے رابطہ قائم کر کے کہا "لڑکی نے اس آدمی کی جو پہچان بتائی ہے اس سے ایک کہانی بھی وابستہ ہے"۔ اور پھر کہانی سنانے کے بعد کہا "پیشانی کے جس حصے پر بچھو کی شکل کا داغ ہے اسے چھپایا جا سکتا ہے"

"لیکن یہ لوگ پگڑی استعمال نہیں کرتے" عمران نے پُر تاسف لہجے میں کہا۔

"زخمی پیشانی پر پٹی باندھی جا سکتی ہے" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"بس پھر اخبارات میں اشتہارات دے دو کہ ہر اس شخص کو مبلغ پانچ سو روپے نقد انعام دیے جائیں گے جو تمہارے سامنے پیشانی پر پٹی باندھ کر آئے گا۔۔"

"میں سمجھا نہیں جناب"

"لغویات میں نہ پڑو" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر وہ لڑکی جھوٹ بولتی ہوگی"

"تمہیں یہ معلومات کس ذریعے سے حاصل ہوئی ہیں؟"

"وہ جوزف سے روزانہ ملتی ہے۔ اسی کو بتائی تھیں یہ باتیں"

"اب ختم کرو یہ قصہ" عمران نے کہا اور بقیہ باتیں کوڈ ورڈز میں ہوئیں۔ اس نے بلیک زیرو سے کہا "فرینڈز آف براڈ کلب پر کڑی نظر رکھو اور وہاں کے ممبروں کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچاؤ کوشش کرو کہ ان کی تصاویر حاصل ہو سکیں وہاں ایک آدمی ہارڈے رچمنڈ نام کا آتا ہے اس کے ساتھ گیارہ عدد السیشن کتے ہوتے ہیں خصوصیت سے اس کی نگرانی بے حد ضروری ہے اور قیدی کا خیال رکھنا اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اوور اینڈ آل۔۔" عمران نے ٹرانسمیٹر سوئچ آف کر دیا۔

آج اسے سب سے اہم کام یہ کرنا تھا کہ فیاض کو ہارڈے رچمنڈ تک پہنچنے سے روک دیتا اس کی شخصیت ایسی ہی تھی کہ بہت تھوڑے دنوں میں سارے شہر میں مشہور ہو جاتا۔ موریلی کے بیان کے مطابق اُسے یہاں آئے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے

ناشتے کے بعد عمران ہوٹل سے باہر آیا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے سر سلطان کے نمبر ڈائل کیے ان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی "کیس کی نوعیت بدل گئی ہے" اس نے انھیں اطلاع دیتے ہوئے کہا "فیاض کے محکمے کو اس سے نہ صرف بظاہر بے سروکار ہونا چاہیئے بلکہ حقیقتاً دستکش ہو جانا چاہیئے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔"

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہ میرے محکمے کا کیس ہے" عمران بولا۔

"کھل کر کہو۔۔"

"فون پر تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ فیاض کو اب تک جتنی معلومات حاصل ہو چکی ہیں انھی پر اکتفا کرے اور خاموش بیٹھے متعلق لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتا رہے کہ وہ کیس کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے"

"اچھی بات ہے" کچھ دیر بعد سر سلطان کی آواز آئی۔

"اور کچھ؟"

"جی نہیں۔ بس شکریہ" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

دفعتہً ایک نیا خیال اس کے ذہن میں اُبھرا۔ وہ سوچنے لگا کہ اسے رچمنڈ کے بارے میں پچھلی ہی رات مکمل ترین معلومات حاصل کرنی چاہیئے تھیں کہیں یہ فراڈ نہ ہو۔ پولیس کو غلط راہ پر ڈالنے کے لیے رچمنڈ اس ہیئت کذائی کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا ہو۔

فیاض کے ہاتھ لگنے والی ڈائری میں کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا گیا تھا جس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہوگی۔ ڈائری فیاض کے پاس سے غائب ہو گئی تھی لیکن غائب کرنے والے یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ فیاض نے اس کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا ہوگا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ اُلجھانے کے لیے یہ حرکت کی گئی ہو۔ ورنہ اس قسم کے لوگ اپنی پبلسٹی سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں اور پھر بھلا اس طرح درجن بھر کتے ساتھ لیے پھرنے کی کیا افادیت ہو سکتی ہے۔

عمران نے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا لیکن اور کوئی امیدوار موجود نہیں تھا لہٰذا اس نے دوبارہ دروازہ بند کر کے فیاض کے نمبر ڈائل کیے۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو" فیاض نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

"یار کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو" عمران جھنجلا کر بولا "ویسے اگر میری لاش ہی دیکھنے کی خواہش ہو تو تمہارے گھر آ کر کسی ایسے مصنف کا مزاحیہ ادب پڑھنا شروع کر دوں جو اسے مزاحیہ بنانے کے لیے کتاب کے سرورق پر اپنی قہقہہ لگاتی ہوئی تصویر چھاپتا ہو"

"بکواس کرنے کے لیے فون کیا تھا" فیاض دوسری طرف سے غرایا۔

"بات غیر متعلق ضرور ہے لیکن حال ہی میں مزاحیہ ادب کی یہ نئی تعریف دریافت ہوئی ہے"

"شٹ اپ"

"اب کام کی بات سنو" عمران نے بائیں ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا "کیا تم کسی ایسے آدمی کا سراغ پانے میں کامیاب ہو گئے ہو جس کے ساتھ جانوروں کی فوج رہی ہو"

"ہاں ۔ ۔ ۔ نہیں ۔ ۔ ۔ کیوں؟"

"بس یونہی پوچھ رہا ہوں"

"دیکھو عمران۔ یہ الگ بات ہے کہ میری وجہ سے تمہیں بعض خطرات سے دوچار ہونا پڑا۔ مجھے اس پر شدید شرمندگی بھی ہے لیکن تم ان معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاؤ گے"

"ٹانگ فالتو نہیں ہے میری" عمران بولا "میں یونہی پوچھ رہا تھا"

"ممکن ہے ہارڈے رچمنڈ تمہاری نظر میں آ گیا ہو لیکن تم اس سے دُور ہی رہو گے"

"گڈ" عمران نے سر ہلا کر کہا "لیکن سوپر فیاض کم از کم اتنا تو بتا ہی دو گے کہ وہ تمہاری نظر میں کیسے آیا تھا؟"

"میں بتا سکتا ہوں لیکن تم وعدہ کرو کہ اس سے دُور ہی رہو گے"

"چلو وعدہ رہا"

"بس وہ اتفاقاً ہی نظر آ گیا تھا"

"کب اور کہاں؟"

"پرسوں میں آفس سے نکل رہا تھا کہ وہ سڑک کے کنارے اپنی اسٹیشن ویگن کا بونٹ اُٹھائے ہوئے نظر آیا تھا۔ غالباً انجن میں کوئی خرابی آ گئی تھی۔ اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں گیارہ عدد السیشن بھرے ہوئے تھے"

"تمہیں لازمی طور پر وہ ڈائری یاد آئی ہو گی؟"

"قطعی"

"اور پھر تم نے اس کی نگرانی شروع کرا دی ہو گی؟"

"ہوں۔۔۔ ہوں ۔۔۔ ختم کرو۔ یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں"

"دو چار فقیر کھلا دو۔ اور مغفرت کے لیے دعا کرو" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "وہ شکاری کتوں کی طرح پورے شہر میں میری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے"

"آخر تم ہو کہاں؟"

"جہاں بھی ہوں ایک منٹ بعد وہاں نہیں ہوں گا کیونکہ تمہارا کوئی ماتحت دوسرے فون پر ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے اس فون کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔۔۔ اچھا ٹاٹا۔۔۔"

"سنو تو سہی" دوسری طرف سے آواز آئی لیکن عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور تیزی سے باہر نکل کر دوسرے فٹ پاتھ پر جا کھڑا ہوا پھر آدھا منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ پولیس کی ایک پیٹرول کار ٹھیک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے آ کر رُکی۔ دو تین سادہ لباس والے اس سے اُتر کر بوتھ کی طرف جھپٹے۔ اتنے میں عمران بھی ایک خالی ٹیکسی کو رُکنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

"سیدھے چلو! میں بتاؤں گا" اس نے پچھلی سیٹ پر کر دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض اسے ہرگز کچھ نہ بتاتا لیکن الجھائے رکھنے کے لیے ہارڈے رچمنڈ کے بارے میں بھی گفتگو شروع کر دی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ جتنی دیر میں اس کے آدمی ٹیلیفون بوتھ تک پہنچیں وہ وہیں موجود رہے۔ اس ٹیلیفون بوتھ سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر عمران نے ٹیکسی چھوڑ دی اور یہاں بھی ایک ٹیلی فون بوتھ میں جا گھسا۔ اب وہ "فرینڈز آف براڈ" کے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مس فراہام پلیز۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون صاحب ہیں؟"

"مرزا نسیم بیگ۔"

"ہولڈ آن کیجیے۔"

کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی سی نسوانی آواز آئی "ہیلو مسٹر بیگ۔"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی۔"

"نہیں کوئی بات نہیں۔ فرمائیے۔"

"میں آپ کو وہ تصاویر بذریعہ ڈاک بھجوا دوں گا خود نہ آسکوں گا۔"

"کیوں؟ کیوں؟"

"پچھلی رات میں نے اپنی سخت توہین محسوس کی تھی۔"

"اوہ اُسے بھول جاؤ رچمنڈ کریک ہے۔ تمہارے جانے کے بعد اس نے تمہارے متعلق کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔"

"کچھ بھی ہو۔"

"بات تو سنیئے۔ میں سوچ رہی ہوں کہ اس کا نام کلب کی رکنیت سے خارج کرا دوں۔ اس کے خلاف دوسرے ممبروں سے احتجاج کراؤں گی۔"

"کیا وہ پہلے دن بھی کتوں سمیت آیا تھا؟"

"نہیں یہ حرکت اس نے اِدھر ہی سے شروع کی ہے۔"

"اندازاً کتنے عرصے سے؟"

"یہی دو تین دن سمجھ لیجیے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مسٹر بیگ آپ آج شام کو ضرور آرہے ہیں۔ میں نے چند ممبروں سے آپ کے اس کمال کا تذکرہ کیا تھا وہ بے حد مشتاق ہیں۔"

"میں سوچوں گا۔"

"نہیں آپ آئیں گے۔" دوسری طرف سے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا۔

"اچھی بات ہے۔" عمران نے مُردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ چند لمحے خیالات میں گم رہا پھر سر سلطان کے نمبر ڈائل کیے۔

دوسری طرف اس بار سر سلطان ہی نے ریسیور اٹھایا۔ عمران کی آواز سن کر جھنجلائے ہوئے انداز میں بولے "اب کیا ہے؟"

"فیاض جو کچھ کر رہا ہے اسے کرنے دیا جائے۔" عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔ پھر بوتھ سے باہر آیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ایک بار پھر دانش منزل واپس جانا پڑے گا۔ ڈیوڈ کو روکے رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موجودہ حالات کی بنا پر اس کا وجود سیکرٹ سروس والوں کے لیے زیادہ سودمند ثابت نہیں ہوسکتا۔ ممکن ہے کہ باہر آنے کے بعد ہی وہ کسی نہ کسی طرح ان کی راہنمائی کر سکے۔

ہوٹل واپس آکر عمران نے پھر بلیک زیرو سے ٹرانسیٹر پر رابطہ قائم کیا اور کوڈ ورڈز میں اسے ہدایات دینے لگا۔ "دیکھو رچمنڈ کے سلسلے میں تمہیں جو ہدایات پہلے مل چکی ہیں۔ اُنھیں منسوخ سمجھو۔ قیدی کا کیا حال ہے؟"

"مختلف قسم کی بکواس جاری ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "کبھی کہتا ہے مجھے چھوڑ دو، کبھی کہتا ہے نہیں اس وقت تک رکھو جب تک کہ داڑھی نہ بڑھ جائے اس طرح وہ آسانی سے پہچانا نہ جاسکے گا۔ کبھی کہتا ہے کہ وہ مجھے مار ڈالیں گے کبھی کہتا ہے کہ وہ خود ہی مرجانا چاہتا ہے۔۔۔ پھر ڈرتا کیسا ہے؟"

"ٹھیک ہے لیکن میں اُسے باہر لانا چاہتا ہوں اور داڑھی بڑھنے کا انتظار نہیں کرسکتا۔ تم اسے بند گاڑی میں رانا پیلس لے جاؤ۔ بے ہوش کیے بغیر کمرے سے باہر مت لانا۔ بے ہوش کرنے کے لیے لکویڈ تھرٹین شراب میں ملا کر دو۔ رانا پیلس پہنچ کر مجھے مطلع کرنا۔"

"بہت بہتر جناب۔"

"اوور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور سوئچ آف کر دیا۔

حقیقتاً وہ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ ڈیوڈ کے بیان میں کس حد تک صداقت تھی ایک اچھا ایکٹر بھی ایسے حالات میں اتنا ہی کامیاب ہوسکتا ہے جتنا کہ ایک سیدھا سادا آدمی پھر فی الحال اسی پر پوری توجہ کیوں نہ دی جائے۔

*

بلیک زیرو ڈیوڈ کو حسب ہدایت بے ہوش کرکے رانا پیلس میں لے آیا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع دی تھی اور اب دوسری ہدایت کے مطابق ڈیوڈ سے گفتگو کرنے جارہا تھا۔

"تم لوگوں نے شاید اب مجھے کسی دوسری جگہ منتقل کیا ہے؟" اس نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی کہا۔

"وہم ہے تمہارا۔" بلیک زیرو مسکرایا "صرف دوسرے کمرے میں منتقل کیے گئے ہو۔"

"لیکن مجھے اس منتقلی کا علم کیوں نہ ہوسکا؟"

"پیتے ہو تو پیتے ہی چلے جاتے ہو۔ میں نے تمہیں اس کمرے میں بے ہوش پایا تھا۔"

ڈیوڈ کے چہرے پر اُلجھن کے آثار نظر آئے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یادداشت کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہا ہو پھر وہ بے بسی کے عالم میں بولا "شاید ایسا ہی ہوا۔"

"تم نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی واضح جواب نہیں دیا۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"کس سلسلے میں؟"

"یہی کہ تمہیں رہا کیا جائے یا نہیں؟"

"میں اپنی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔"

"لیکن میرے باس کو تو تم نے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی چیز کی تلاش میں اس کا ہاتھ بٹائے گا۔"

"میری خام خیالی تھی نہ میں اس چیز کی نوعیت سے واقف ہوں اور نہ اہمیت سے اور پھر کیا ضروری ہے کہ وہ اس مسئلے پر مجھ سے اتفاق کریں۔"

"خیر چھوڑو۔ ہم جلد سے جلد تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں نے کہا تو تھا کہ بس اتنے دن اور ٹھہرو کہ میری داڑھی بڑھ جائے اور میں اپنے بالوں پر سیاہ خضاب لگا کر یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جاؤں میرا دعویٰ ہے کہ اس صورت میں وہ مجھے آسانی سے پہچان نہ سکیں گے۔"

"لیکن اس ہیئت کذائی میں تم سفر کیسے کرسکو گے کیا تمہارے کاغذات تمہارے اس حلیے کی نفی نہیں کریں گے؟"

"وہ سب کچھ میں کرلوں گا اب اپنے ملک کون واپس جائے گا۔"

"لیکن یہاں ایسی صورت میں تم کیسے رہ سکو گے۔ میں نے تصدیق کرلی ہے کہ تم زیر تعمیر ایٹمی بجلی گھر کے انجنیئروں میں سے ہو۔"

"میرے دوست میرا دماغ نہ چاٹو۔" ڈیوڈ نے جھنجلا کر کہا۔ "میں سب کچھ کرلوں گا۔ زندہ رہوں گا تو میں، اور مروں گا تو میں، تمہیں اس سے کیا؟"

"واقعی میں غلطی پر تھا۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔" بلیک زیرو سر ہلا کر بولا۔ "لیکن یہ تو دیکھو کہ خواہ مخواہ ہم پر بوجھ بنے ہوئے ہو۔ ہم تم سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں۔"

"گولی مار دو۔" ڈیوڈ نے جھنجلا کر کہا۔

"ایک کارتوس ضائع کر دینا ہنسی کھیل نہیں ہے۔ ویسے اگر ہم اس میں رتی برابر بھی فائدہ دیکھتے تو یقینی طور پر۔۔۔"

"ٹھہرو۔۔۔" ڈیوڈ ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "مجھے سوچنے دو۔"

"سوچتے رہو، لیکن میرے پاس ایک معقول تجویز ہے۔"

"وہ کیا؟"

"میں فوری طور پر تمہاری شکل تبدیل کر سکتا ہوں۔"

"وہ کیسے؟"

"ناک کی بناوٹ اس قدر بدل دوں گا اور آنکھوں کے نیچے والے گڑھے اس طرح سپاٹ ہوجائیں گے جیسے جاپانیوں کے ہوتے ہیں۔"

"میک اپ کا کوئی بھروسا نہیں۔" ڈیوڈ مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔

"میں پلاسٹک میک اپ کی بات کر رہا ہوں۔ شاید قریب سے دیکھنے والے بھی اس پر میک اپ کا شبہ نہ کرسکیں۔"

"اوہ۔۔۔ تب تو۔۔۔ ٹھیک ہے۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" بلیک زیرو نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد ڈیوڈ احمقانہ انداز میں قدِ آدم آئینے کے سامنے کھڑا اس طرح ہکلا رہا تھا جیسے بولنا سیکھ رہا ہو۔

شکل بالکل بدل گئی تھی۔

"مم۔۔۔ میرا دعویٰ ہے کہ اب میری ماں بھی نہ پہچان سکے گی۔۔۔ لل۔۔۔ لیکن۔۔۔ میں جاؤں گا کہاں۔۔۔ وہ میری قیام گاہ کی کڑی نگرانی کر رہے ہوں گے۔"

"جہنم میں جاؤ۔" بلیک زیرو پیر پٹخ کر بولا۔ "نہیں جاؤ گے تو دھکے دے کر نکلوا دوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ چلا جاؤں گا لیکن اس شرط پر کہ تم میرے لیے کچھ نقدی بھی مہیا کرو گے۔"

"یک نہ شد دو شد۔" بلیک زیرو جھنجھنا کر بولا۔ "اب آپ کے لیے مالی امداد بھی مہیا کی جائے۔"

"بالکل۔ ورنہ میں بھوکا مر جاؤں۔ قیام گاہ کی طرف رُخ نہیں کرسکتا۔"

"کوئی اکاؤنٹ ہے کسی بینک میں؟"

"ہاں نیشنل بینک کی صدر برانچ میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے بھی چھیڑنا موت ہی کو دعوت دینا ہوگا۔"

"اکاؤنٹ نمبر بتاؤ شاید اس سلسلے میں کچھ کیا جاسکے۔"

چھ سو اٹھتر... ایس بی"

"صدر برانچ کے کچھ لوز چیکوں پر دستخط کر دو"

"گگ... کیوں...؟"

"احمق آدمی تاکہ تم وہاں سے اپنے روپے نکلوا سکو ورنہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے گی یہاں"

"لاؤ۔ لیکن مجھے اُمید ہے کہ تم لوگ ایک بے بس آدمی کے ساتھ کوئی فراڈ نہیں کرو گے"

بلیک زیرو اس کے لیے نیشنل بینک کی صدر برانچ کے کچھ لوز چیک لایا۔ ڈیوڈ نے ان پر دستخط کر دیے اور بار بار یہی کہتا رہا کہ اس کے ساتھ کوئی فراڈ نہ کیا جائے۔ بلیک زیرو نے سوچا کہ اس کے یہاں سے چلے جانے سے قبل ہی اس کے اکاؤنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لی جائیں تو بہتر ہے۔

اس وقت چار بج رہے تھے بینکوں کی دوسری شفٹ شروع ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ اس نے فون پر صفدر سے رابطہ قائم کر کے اس بارے میں ہدایات دیں اور پھر ایک گھنٹہ بعد صفدر کی کال ریسیو کی۔

وہ کہہ رہا تھا "یہ اکاؤنٹ صدر برانچ میں موجود ہے لیکن نوئیل ڈیوڈ کی طرف سے بینک کو ہدایت ملی ہے کہ اس کے اکاؤنٹ سے کوئی ادائیگی نہ کی جائے اگر کوئی اس پر مصر ہو تو اسے کاؤنٹر ہی پر روک کر فون نمبر تین چھ چار آٹھ نو پر اطلاع دی جائے اور سنیئے..... یہ نمبر دراصل کریم پورے کے پولیس اسٹیشن کے ہیں لہٰذا میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کو اطلاع دیے بغیر اس سے آگے چھان بین شروع کر دوں"

"ٹھیک ہے" بلیک زیرو نے ایکس ٹو کی سی بھرّائی ہوئی آواز میں کہا "دوسرے احکامات کا انتظار کرو"

سلسلہ منقطع کر کے وہ پھر ڈیوڈ کے پاس آیا۔ ڈیوڈ نے یہ نئی کہانی سُنی تو آپے سے باہر ہو گیا ایک ہی سانس میں نہ جانے کتنی گالیاں اس کی زبان سے نکلی تھیں اور پھر کچھ دیر بعد دماغ ٹھنڈا ہو جانے پر اس نے کہا تھا "وہ مجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے"

ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی، بلیک زیرو کو پھر واپس آنا پڑا۔ کال عمران کی تھی۔ وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ نوئیل ڈیوڈ کو کس وقت وہاں سے رخصت کیا جائے گا۔

"ایک نیا ڈیولپمنٹ ہوا ہے" بلیک زیرو نے اصل سوال کا جواب دینے کی بجائے کہا اور نیشنل بینک والی کہانی دُہرا دی۔

"بہت اچھے" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی "اب ڈیوڈ کو وہیں رہنے دو۔ میک اَپ بھی برقرار رہنے دو۔ جب جیسی ضرورت سمجھوں گا اسی کے مطابق اس سے کام لیا جائے گا۔ تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ حالات کے نئے موڑ کے مطابق باہر اس کے لیے خطرات بڑھ گئے ہیں۔ بہرحال اب تم اس معاملے میں میری نئی ہدایات کے منتظر رہو گے" بلیک زیرو نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

* * *

عمران نے گھڑی دیکھی بینکوں کی دوسری شفٹ ختم ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر آیا۔ اگلی گلی کے موڑ پر پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا بوتھ میں بند ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور اندر سے چٹخنی چڑھا دی پھر کریم پورے کے تھانے کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے کسی نے ریسیور اٹھایا۔

"ہم نیشنل بینک صدر برانچ سے بول رہے ہیں"

"اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر کا معاملہ ہے" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں..."

"لیکن انچارج صاحب تو موجود نہیں ہیں" دوسری طرف سے آواز آئی "کوئی پیغام ہو تو لکھوا دیجیے"

"میں اُنھی سے بات کرنا چاہتا ہوں" عمران نے کہا.... "رانا صاحب ہیں؟"

"جی ہاں..."

"ان سے کہہ دو! مجھ سے ٹھیک سات بجے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل لیں بے حد ضروری ہے"

"آپ کا نام؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔ لیکن عمران نے جواب دیے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے فرینڈز لے براڈ کلب کے نمبر ڈائل کر کے مس موریلی فراہام سے رابطہ قائم کرنا چاہا لیکن دوسری طرف سے بولنے والے نے اس کی عدم موجودگی کی اطلاع دی۔ "پیغام لکھ لو" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا "مرزا نسیم بیگ کی طرف سے ہے۔ آج میں بعض مصروفیات کی وجہ سے نہیں آسکوں گا۔ لیکن کل شام میرا انتظار ضرور کیا جائے" سلسلہ منقطع کر کے وہ بوتھ سے باہر آگیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس معاملے کی نوعیت باضابطہ ہوتی پولیس اسٹیشن کا کوئی بھی ذمہ دار بینک والوں کی کال پر انھیں اس سلسلے میں ہدایات دے سکتا تھا ہدایات کے لیے انچارج کی عدم موجودگی کا عذر پیش کرنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ معاملہ انچارج کی حد تک نجی حیثیت رکھتا ہے اس کے لیے خود پولیس اسٹیشن میں کوئی تحریری کارروائی نہیں کی گئی۔

تھانے کا انچارج رانا اس سے اچھی طرح واقف تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو کسی نہ کسی طرح عمران کے احسان مند تھے۔ عمران نے بعض کیسوں کی تفتیش میں اس کی رہنمائی کی تھی اور یوں بھی وہ اس عہدے تک پہنچنے کے لیے عمران کے والد رحمٰن صاحب کا مرہون منت بھی تھا۔ بہرحال عمران اس سے اس سلسلے میں بالمشافہ گفتگو کر سکتا تھا لہٰذا اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سے میک اَپ میں نہیں ملے گا۔

شام کو ہوٹل سے نکلا تو مرزا نسیم بیگ کے میک اَپ میں نہیں تھا۔ البتہ چہرہ چھپائے رکھنے کے لیے اس نے اوورکوٹ کا کالر اٹھا دیا تھا اور فیلٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا لیا تھا۔

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب سے کچھ فاصلے پر ہی اس نے ٹیکسی رکوائی اور نیچے اُتر گیا سات بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ وہ آہستہ آہستہ کلب کی عمارت کی طرف چلنے لگا اس فکر میں تھا کہ باہر رانا سے ملاقات ہو جائے کلب میں نہ جانا پڑے۔ ضروری نہیں تھا کہ اس کی یہ خواہش پوری ہی ہو جاتی لیکن اتفاقات کو کیا کیا جائے۔ رانا اور وہ دونوں ساتھ ہی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے قریب پہنچے تھے مخالف سمت سے آکر رانا نے اپنا اسکوٹر فٹ پاتھ سے لگایا تھا۔ وہ سیٹ سے اتر ہی رہا تھا کہ عمران سر پر پہنچ گیا۔

"ہیلو رانا... ہاؤ ڈو یو ڈو" خالص امریکن لہجے میں عمران چہکا۔

"فائن... فائن... اوہ... آپ" رانا نروس نظر آنے لگا تھا۔

"کہو... ادھر کیسے؟" عمران بے تکلفی سے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"وہ دراصل... سات بجے ایک اپائنٹمنٹ... کیا آپ بھی اندر ہی چل رہے ہیں؟"

"ہرگز نہیں۔ نہ اندر جا رہا ہوں اور نہ تم جاؤ گے"

"گگ... کیوں؟"

"تمہارا وہ اپائنٹمنٹ مجھ سے ہی تھا"

"کیا مطلب" رانا کے لہجے میں حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔

"مطلب میں بتاؤں گا لیکن تم مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ لیکن میں جھوٹ کیوں بولوں گا... ٹھہریے کیا آپ ہی نے نیشنل بینک کے حوالے سے..."

"بالکل بالکل" عمران نے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"مجھے آپ اُلجھن میں ڈال رہے ہیں... بھلا اس معاملے کا آپ سے کیا تعلق؟"

"بہت گہرا تعلق ہے تم جانتے ہی ہو کہ میں بہت واہیات آدمی ہوں لیکن وطن دشمنی میرے بس سے باہر ہے اور میں تمہیں بھی غدار نہیں سمجھتا"

"خدا کی پناہ۔ کیا میں کسی جال میں پھنس گیا ہوں" رانا ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔

"میرا ابھی یہی خیال ہے کہ تم نادانستگی میں... خیر چھوڑو تم سے کس نے کہا ہے کہ اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر سیز کرا دو۔ میرا خیال ہے یہ کسی ضابطے کی کارروائی کے تحت نہیں ہوا ورنہ تمہارا ہیڈ کلرک اس کے بارے میں گفت و شنید صرف تمہاری ہی ذات تک کیوں محدود کر دیتا؟"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں" رانا کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"مناسب یہی ہے کہ ہم یہیں کھڑے کھڑے گفتگو کریں اور رخصت ہو جائیں"

"میں اس آدمی نوئیل ڈیوڈ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہوں دراصل پرسوں کریم پورے کے بیرونی طبّی مشن والے اسپتال کی ایک نرس مجھ سے ملی تھی۔ مس گرٹروڈ ڈیمیٹر نام ہے اس نے اپنی دکھ بھری کہانی سنا کر مدد طلب کی تھی اس کے بیان کے مطابق نوئیل ڈیوڈ اس کا منگیتر ہے۔ وہ اس سے بے اندازہ محبت کرتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق وہ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اس کے حوالے کرتی رہی تھی لیکن اس نے بے وفائی کی۔ اسے چھوڑ کر غائب ہو گیا اس کی دانست میں اس نے کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اپنی جائے رہائش بدل لی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ میں اسے ڈھونڈ نکالنے میں اس کی مدد کروں۔ آپ جانتے ہیں عورت کے آنسو کیا کچھ نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ خوب صورت بھی ہو" رانا خاموش ہو کر ڈھٹائی سے ہنسا اور عمران بھی اس کی ہنسی میں شامل ہو گیا۔

"بہرحال" رانا نے کچھ دیر بعد کہا "ڈھونڈ نکالنے کے سلسلے میں بینک اکاؤنٹ والی تجویز اس کی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ خود اس بات

کی تحقیق کر چکی ہے اس کا اکاؤنٹ بالکل ہی صاف نہیں ہے۔ کچھ رقم ہے وہ اسے نکلوانے کی کوشش کرے گا اور میں ایک پولیس آفیسر ہونے کی حیثیت سے ڈیوڈ کا حوالہ دے کر بینک والوں کو اس اکاؤنٹ کے بارے میں کسی بھی قسم کی ہدایات دے سکتا ہوں۔ بات میری سمجھ میں آگئی۔ میں برانچ مینیجر سے ملا اور اسے بتایا کہ ڈیوڈ کی خواہش کے مطابق میرے علم میں لائے بغیر اس کا کوئی چیک کیش نہ کیا جائے حتیٰ کہ اگر کیش کرانے والا خود کو نوئیل ڈیوڈ ظاہر کرے تب بھی مجھے اطلاع دیئے بغیر رقم نہ دی جائے۔ مینیجر نے اسی وقت کاؤنٹر کلرکوں کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور مجھے اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔"

"بہر حال یہ ایک بے ضابطہ کارروائی تھی۔" عمران نے کہا۔

"یقیناً آپ خود سوچئے اگر وہ کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اسے چھوڑ گیا ہے تو قانون بھلا اس سلسلے میں کیا کر سکے گا لہٰذا رپورٹ تو لکھی نہیں جا سکتی تھی۔ بہر حال مقصد اسے ڈھونڈ نکالنا تھا جس کا وعدہ میں نے گرٹروڈ سے کر لیا تھا۔"

"ہوں۔ تو وہ پرسوں پہلی بار تمہیں نظر آئی تھی؟"

"نہیں۔ ویسے تو روز ہی دیکھتا تھا۔" رانا پھر ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔ "پرسوں پہلی بار گفتگو کی نوبت آئی تھی۔"

"بہر حال پہلے سے تم اسے آتے جاتے گھورتے رہے تھے پرسوں مل بیٹھنے کی خواہش بھی غیر متوقع طور پر پوری ہو گئی۔"

"چلیئے یہی سمجھ لیجئے! بائی گاڈ اتنی کشش اپیل ابھی تک کسی عورت میں نظر نہیں آئی۔"

"اب اس سے دور ہی رہنا۔ خود ہرگز نہ ملنا اگر وہ تم سے ملنے آئے تو مضائقہ نہیں۔ تم نہایت اطمینان سے اسے یقین دلاتے رہو گے کہ ابھی تک ڈیوڈ کا کوئی چیک کیش ہونے کے لیے نہیں آیا۔ رانا تم نہیں سمجھ سکتے کہ کن لوگوں کا کھلونا بننے والے ہو۔ بس جتنا میں نے کہہ دیا ہے۔ اس سے آگے نہ بڑھنا۔"

"آپ مطمئن رہیئے۔"

"اس ملاقات اور معاملے کے بارے میں بھی اپنی زبان بند ہی رکھنا۔ اچھا بس اب جاؤ۔"

"آپ نے مجھے اُلجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"تمہیں اب کسی اُلجھن سے کوئی سروکار نہیں رہا یہ سب کچھ اپنے ذہن سے نکال پھینکو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس کے سلسلے میں کہیں تمہارا نام آئے۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

⁂

کریم پورہ غریبوں کی بستی تھی۔ چھوٹے چھوٹے کچے مکانات کا سلسلہ دور تک بکھرا ہوا تھا۔ کہیں کہیں ایک آدھ بڑی عمارت بھی نظر آتی لیکن سالخوردگی اور مکینوں کی بے پروائی کا رونا روتی ہوئی۔ چند سال پہلے یہاں ایک غیر ملکی طبی مشن نے ایک خیراتی اسپتال قائم کیا تھا۔ اس اسپتال کا عملہ زیادہ تر غیر ملکیوں ہی پر مشتمل تھا۔ ڈاکٹر اور نرسیں ٹوٹی پھوٹی اردو بول سکتی تھیں۔

نرس گرٹروڈ کو ڈھونڈ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ صفدر نے اس کی ڈیوٹی کے اوقات ہی میں اسے جا لیا۔

متناسب الاعضاء اور متوسط قد کی یہ نرس بے حد شوخ اور باتونی تھی خود صفدر کو بھی یہی رائے قائم کرنی پڑی کہ غضب کی دلکشی رکھتی ہے عمر زیادہ سے زیادہ بائیس سال رہی ہوگی صفدر نے اسے دیکھا اور اسپتال کے آس پاس منڈلاتا رہا۔۔۔ ایکس ٹو سے اس کی نگرانی کا حکم ملا تھا جائے رہائش کا پتا لگانا تھا اور ان لوگوں کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنی تھیں جن سے اس نگرانی کے دوران میں اس کا ملنا جلنا ہو۔

ساڑھے دس بجے وہ ایک ڈاکٹر کی کار میں کمپاؤنڈ سے باہر آئی۔ صفدر نے دیکھا اور وہ اپنے اسکوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ کار کا تعاقب کر رہا تھا۔ کریم پورہ کے پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی رک گئی۔ صفدر نے بھی بریک لگائے۔ رفتار کم ہو گئی۔ صفدر نے نرس گرٹروڈ کو گاڑی سے اترتے دیکھا پھر کار اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔ صفدر تھوڑے ہی فاصلے پر اپنا اسکوٹر روک کر اتر پڑا تھا اور اس پر اس طرح جھک گیا تھا جیسے اس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔ اس نے گرٹروڈ کو عمارت کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔ صفدر بدستور اسکوٹر انجن پر جھکا رہا۔

⁂

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر پر عمران کو اطلاع دی کہ نرس گرٹروڈ ساڑھے دس بجے شب کو کریم پورہ کے تھانے میں گئی تھی۔ قریب قریب پون گھنٹہ تک تھانے کے اندر رہی پھر اپنے کوارٹر میں واپس چلی گئی جو اسپتال کے کمپاؤنڈ ہی میں واقع ہے صبح پانچ بجے کی اطلاع ہے کہ وہ پھر کوارٹر سے باہر نہیں نکلی۔

اس اطلاع پر عمران کو انسپکٹر رانا سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ ہوٹل کے فون پر گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھ کر اس نے قریبی ٹیلی فون بوتھ کا سہارا لیا۔

"میں تو پہلے ہی جانتا تھا۔ خیر بتاؤ۔"

"فون پر ناممکن ہے۔ آپ کہاں ملیں گے؟"

"کیا کوئی بے حد ضروری بات ہے؟"

"بے حد۔۔۔"

"اچھی بات ہے تو تم ٹھیک گیارہ بجے ہوٹل ذیشان پہنچ جاؤ، بیس منٹ باقی ہیں۔"

"بہت بہتر! میں آرہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران سلسلہ منقطع کر کے باہر نکل آیا۔ اس وقت وہ پھر مرزا نسیم بیگ ہی کے میک اپ میں تھا۔

ہوٹل واپس آکر وہ ڈائننگ ہال میں ٹھہرا رہا۔ پندرہ منٹ بعد اس نے رانا کو بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔ وہ وردی میں نہیں تھا۔ ایک خالی میز کے قریب بیٹھ گیا۔ عمران نے فوری طور پر اس کے قریب پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ کوئی رانا کا تعاقب تو نہیں کرتا رہا۔ مطمئن ہو جانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر رانا والی میز کے پاس آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے رانا کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار دیکھے قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتا عمران ہی بول پڑا۔

"گالی مت دے بیٹھنا۔ بہروپیے تھانے والوں کی سرکار سے بڑے بڑے انعام پاتے ہیں۔"

"خدا کی پناہ۔" رانا اچھل پڑا۔ چند لمحے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ آپ ہیں؟"

"کام کی بات کرو۔ حیرت ظاہر کرنے کے بہت سے مواقع آئیں گے۔"

"خدا کی قسم صرف آواز ہی پہچان سکا ہوں۔"

"میں کہہ رہا ہوں وہ بات بتاؤ جس کے لیے دوڑے آئے ہو۔"

"وہ کل رات پھر آئی تھی لیکن اس بار میرے لیے سچ مچ ایک بہت بڑی اُلجھن لائی ہے۔"

"ہوں۔ وہ کیا؟"

"میں نے شام کا کوئی اخبار نہیں دیکھا تھا۔ اسی نے ایک خبر کی طرف توجہ دلائی یہ نوئیل ڈیوڈ کے متعلق تھی۔ اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایٹمی بجلی گھر تعمیر کرنے والے تین انجینئروں میں سے تھا۔ مقامی حکام کو اس کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش ہے۔ خبر کے ساتھ ہی محکمہ سراغرسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کا یہ اعلان بھی تھا کہ اگر کوئی ڈیوڈ کے بارے میں جانتا ہو تو اس سے رجوع کرے۔ ڈیوڈ کی تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ یقین کیجئے میں اس اعلان کو دیکھ کر بری طرح نروس ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ اس کا نام نہ آنے پائے۔ میں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے۔ لگاوٹ کے انداز میں وہ بولی سب کچھ ممکن ہے اگر بینک والے تمہارے آفیسر تک یہ کہانی پہنچا دیں تو تم نہایت آسانی سے انہیں غلط راہ پر لگا سکتے ہو۔ کہہ دینا ایک بوڑھے غیر ملکی نے تم سے کہا تھا کہ وہ نوئیل ڈیوڈ ہے اور کچھ لوگ اس کی بینک میں جمع شدہ رقم جعلسازی سے ہتھیانا چاہتے ہیں اسے یقین ہے کہ کسی نے اس کے دستخط کی من و عن نقل اتارنے کی کوشش کی ہے تم اس کی استدعا پر بینک کو ہدایت دیتے ہو لیکن جب یہ خبر شائع ہوئی اور تم نوئیل ڈیوڈ کی تصویر دیکھتے ہو تو اس بوڑھے سے مختلف پاتے ہو پھر تمہیں خیال آتا ہے کہ مذکورہ آفیسر سے مل کر یہ واقعہ بیان کر دو۔"

رانا خاموش ہو گیا۔ عمران اسے گھور رہا تھا۔

"پھر میں کیا بتاؤں۔۔۔" رانا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے اس سے وعدہ کرنا ہی پڑا کہ میں یہی کروں گا کہنے لگی یقین نہیں آتا۔ اچھا مجھے پیار کرو تب میں یقین کر لوں گی کہ تم مجھے دھوکا نہیں دو گے۔"

"اور تم نے یقین دلا دیا ہوگا۔" عمران مسکرا کر بولا۔

"دلانا ہی پڑا۔" رانا نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"اچھا تو پھر؟"

"یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ بینک کا برانچ مینیجر اور میں ساتھ ہی کیپٹن فیاض صاحب کے دفتر پہنچے۔ میں نے وہی کہانی دہرا دی جو گرٹروڈ نے سمجھائی تھی اور مینیجر نے بتایا کہ ابھی تک اس کا کوئی چیک کیش ہونے کے لیے نہیں آیا۔ اب آپ بتایئے کہ میں نے غلطی کی یا۔۔۔؟"

"تم بہت اچھے رہے۔" عمران بولا۔ "میں بھی تمہیں وہی مشورہ دیتا جو گرٹروڈ نے دیا تھا لیکن تم کم از کم مجھے اپنی وفاداری کا یقین نہ دلا سکتے۔"

"بڑے بُرے چکر میں پھنس گیا ہوں۔ اب وہ مجھ سے ملتی ہی رہے گی۔"

"تم اس سے ملنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔"

"آخر یہ سب کیا ہے؟"

"رانا خاموش ہو بیٹھو۔ اس ادھیڑ بُن میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی تک جو کچھ بھی ہوا ہے اسے یکسر ذہن سے نکال دو۔"

"اچھی بات۔"

"بس اب جاؤ۔ ایک بار سن لو کہ اپنے آپ اس سے ملنے کی کوشش نہ کرنا تاکید ہے ورنہ نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔"

"نہیں ملوں گا یقین کیجئے۔"

"آخاہ تو کیا اب میں بھی گرٹروڈ ہی کی طرح یقین چاہوں گا۔ بھاگ جاؤ۔"

راناکھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

*

رافیہ سمو ناف آج کی ڈاک دیکھ رہی تھی۔ دو خطوط ایسے تھے جن میں سیدھی سادی زبان استعمال کی گئی تھی ایک تو سیاہ فام جوزف کا خط تھا اور دوسرا محکمہ خارجہ کے ایک ذمہ دار آفیسر کا۔

محکمہ خارجہ کے آفیسر نے اوٹو ویلانی کو لکھا تھا۔

"پروفیسر تم سچ مچ باکمال آدمی ہو۔ محض ایک جانور کے نام اور نام لکھنے کے وقت کے سہارے تم نے میری گزشتہ اور آئندہ زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی۔ جو زندگی گزار چکا ہوں اس کے بارے میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم نے حرف بحرف سب کچھ صحیح لکھا ہے۔ مستقبل ہنوز۔۔۔ تاریک ہے لیکن جو شخص ماضی کی صحیح نشاندہی کر سکتا ہے اس نے مستقبل کے لیے بھی سو فی صد صحیح پیشین گوئی کی ہوگی۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا ممکن ہے؟ ممکن ہو تو اپنا مفصل پتا لکھو۔ مستقبل کے بارے میں تمہارے بعض اشارے مبہم ہیں۔ میں ان کی وضاحت چاہتا ہوں اور یہ خط و کتابت کے ذریعہ ممکن نہیں۔۔۔۔۔

توقع ہے کہ جواب جلد دو گے۔

ممنون کرم۔ ٹی ایچ۔ صدیقی"

جوزف نے لکھا تھا۔

"لائق صد احترام پروفیسر!

میں بے حد اداس ہوں۔ میں نے اپنے باس کو چند دن سے نہیں دیکھا۔ وہ میری زندگی ہے۔ میری زندگی کی مسرت ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے میں بھی زندہ ہوں۔ ورنہ میری لاش بھی اسی کے برابر پڑی ہوگی۔ اس سے زیادہ اندوہناک بات میرے لیے اور کوئی نہیں کہ میں اسے کسی دن نہ دیکھوں پھر بھی یہی غنیمت ہے کہ میں کم از کم ایک بار اس کی آواز فون پر سن لیتا ہوں۔ پتا نہیں وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ میں بھی گھر سے باہر قدم نہ نکالوں ورنہ میں خود آکر تم سے ملتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا کالا جادو نہیں ہے جس سے اس کے ان دیکھے دشمن غارت ہو جائیں یا کھل کر سامنے آئیں تاکہ وہ انہیں چن چن کر مار ڈالے کچھ تو کرو۔

ملتجی،

جوزف"

نہ جانے کیوں جوزف کا خط پڑھ کر رافیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں کچھ دیر بعد اس نے آج کی ڈاک اوٹو ویلانی کی میز کی طرف پہنچا دی اور خود بیٹھ کر پچھلے دن کے آئے ہوئے پوسٹل آرڈروں کا اندراج کیش بک میں کرنے لگی۔ آمدنی روز بروز بڑھ رہی تھی۔ آدمی کس قدر بے چین ہے مستقبل میں جھانکنے کے لیے۔ شاید آدمی اور جانور میں صرف اتنا ہی فرق یہ ہے۔ جانور مستقبل سے بے نیاز ہوتا ہے اور آدمی مستقبل کے لیے مرا جاتا ہے۔

کام ختم کر کے وہ پھر اس کمرے میں آئی جہاں پروفیسر کی میز تھی۔ وہ بھی اپنا کام نپٹا چکا تھا لیکن وہاں سے اٹھا نہیں تھا۔ محکمہ خارجہ کے آفیسر کے خط کا جواب اوپر ہی رکھا ہوا تھا۔

پروفیسر نے اسے لکھا تھا۔

"مائی ڈیئر مسٹر صدیقی!

میری سکریٹری سے مل کر گفت و شنید کرو۔ وہ ہوٹل شیراز کے کمرہ نمبر گیارہ میں رہتی ہے ملنے کا اوقات صبح آٹھ بجے سے نو بجے تک اور شام چھ بجے سے سات بجے تک۔

مخلص،

اوٹو۔ ویلانی"

رافیہ نے خط پڑھ کر پروفیسر کی طرف دیکھا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا جواب تھا۔ اس سے قبل بھی "متعدد گاہکوں" نے پروفیسر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن انہیں یہی جواب دیا گیا تھا کہ پروفیسر بالمشافہ گفتگو کے لیے وقت نہیں نکال سکتے بے حد مصروف آدمی ہیں لیکن اس آدمی ٹی۔ ایچ صدیقی کو اس سے ملنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پروفیسر سے بھی اس کی ملاقات ہو سکتی ہے۔

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھی پروفیسر" اس نے خط کے جواب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آخر میں اس سے کیا کہوں گی؟"

"بس ٹالتی رہنا۔"

"بھلا اس کا فائدہ؟"

"کچھ دن بعد مل ہی لوں گا۔" پروفیسر نے نرم لہجے میں کہا۔ "کاروباری ے کی کوشش کرو۔ جو لوگ کسی نہ کسی طرح ہمارے کام آسکیں ان سے م و راہ پیدا کرنی ہی پڑے گی۔ مثال کے طور پر ہم جو کچھ یہاں کما رہے ں اسے اسٹرلنگ کی شکل میں اپنے ساتھ لے جانا بھی چاہیں گے۔ پس ماندہ ممالک جو ترقی کی راہ پر چل پڑے ہیں زرمبادلہ صرف کرنے ے معاملے میں محتاط ہوتے ہیں لیکن بڑے آفیسروں سے مراسم ہو جائیں وہ کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتے ہیں۔ اگر ہم نے دانش مندی سے کام یا تو اپنا سرمایہ اسٹرلنگ کی شکل میں تبدیل کرا سکیں گے۔ مجھے توقع ے کہ تم اس آفیسر کو اپنے اخلاق کا گرویدہ بنا لو گی۔ بس اب جاؤ۔"

"آخر میں اسے کیا کہہ کر ٹالوں گی؟"

"تم بآسانی کہہ سکتی ہو۔ فی الحال مصروفیت زیادہ ہے۔ آپ ے کل مل لیجیے گا۔ دوسرے دن سراپا معذرت بن کر پھر کہہ دینا کہ اندازے کی غلطی کی بنا پر تم اسے صحیح بات نہ بتا سکیں۔ اب و کہا نہیں جا سکتا کہ پروفیسر کو کب فرصت ملے کیا یہ ممکن نہیں ر آپ روزانہ فون کر کے معلوم کر لیا کریں۔"

"یہ تو خواہ مخواہ دھوکے میں رکھنا ہوا۔"

"اسی کا نام بزنس ٹیکٹ ہے بے بی! ابھی تمہیں ٹریننگ کی ضرورت ہے خیر اب جاؤ۔۔۔ مجھے توقع ہے کہ اپنا پارٹ بخوبی نبھاؤ گی۔" پروفیسر اس سے مزید کچھ کہے سنے بغیر اٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔

رافیہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہیں کھڑی رہی۔ "بزنس" وہ بڑبڑائی "یہ تو کھلا ہوا فراڈ ہے۔ بزنس کے لیے آدمیت کی سطح سے گر جانا۔ کہاں تک مناسب ہے؟" پھر وہ خطوط کا انبار سمیٹتی ہوئی اس کمرے میں چلی آئی جہاں خود بیٹھ کر کام کرتی تھی۔ اسے جوزف کے خط کا خیال آیا اور وہ اس کا جواب تلاش کرنے لگی۔ پروفیسر نے اسے لکھا تھا۔

"اچھے آدمی!

میں تمہارے لیے مغموم ہوں۔ یہی کیفیت تمہارے باس کے لیے بھی ہے تم اس سے کہو مجھ سے فون پر رابطہ قائم کرے شاید میں اسے کوئی مفید مشورہ دے سکوں میں کسی کو غارت کر دینے کی قوت نہیں رکھتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے دشمنوں کے دلوں سے کدورت کا رنگ دور ہو جائے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے باس کے حکم کے مطابق گھر سے باہر نہ نکلو۔

مخلص،

اوٹو۔ ویلانی"

رافیہ نے طویل سانس لی اور انگلیاں چٹخانے لگی۔ اس دوران میں کئی بار اس کا جی چاہا تھا کہ جوزف سے ملے لیکن پروفیسر نے اسے روک دیا تھا۔ اس نے کہا تھا ممکن ہے اس کے دشمنوں کو خیال پیدا ہو کہ ہم اس جگہ سے واقف ہیں جہاں اس نے پناہ لی ہے لہٰذا وہ پھر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور میں اسے اپنے بزنس کے لیے تباہ کن سمجھتا ہوں۔

دوسری طرف رافیہ یہ معلوم کرنے کے لیے بھی بے چین تھی کہ پیشانی کے داغ کا علم ہو جانے کے بعد اس آدمی پر اس کا کیا ردِ عمل ہوا ہوگا۔ پروفیسر کے بیان کے مطابق بچھو کی شکل کا وہ سیاہ داغ انمٹ تھا پھر اسے اس پر بھی حیرت تھی کہ داغ کا علم ہو جانے پر وہ یہاں کیوں نہیں آیا۔ دفعتہً وہ ممی کی تصویر کی طرف مڑ کر بولی۔

"تم ہی بتاؤ اے مقدس روح میری الجھن رفع کر دو۔"

"کیسی الجھن؟" دوسرے ہی لمحے میں تیز قسم کی سرگوشی کمرے کی فضا میں گونج اٹھی۔

"وہ آدمی واپس کیوں نہیں آیا جسے تم نے سزا دی تھی؟"

"پیشانی پر سیاہ داغ دیکھ لینے کے بعد اس نے اسے صاف کر دینے کی کوشش کی تھی۔۔۔ لیکن ناکام رہنے کے بعد ذہنی توازن کھو بیٹھا۔ عنقریب خودکشی کر لے گا۔"

"خدا کی پناہ! اتنی بھیانک سزا۔" رافیہ گڑگڑائی "میں یہ نہیں چاہتی تھی مقدس روح۔"

"میں نے تو یہی چاہا اور میں جو کچھ بھی چاہتی ہوں۔۔۔ وہ ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔ اب تم اسے بھلا دو۔"

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔" وہ ہکلا کر رہ گئی۔ پھر یک بیک ہذیانی انداز میں بولی "اس نے مجھے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا۔ اس پر رحم کرو اسے معاف کر دو۔ میں اپنی ہستی کو اتنی اہمیت نہیں دیتی کہ اس پر جانوں کی بھینٹ چڑھائی جائے۔ رحم۔۔۔ رحم۔۔۔ رحم مقدس روح۔"

پھر اس کی آواز ایک طویل سسکی میں تبدیل ہو گئی لیکن وہ دوبارہ روح کی سرگوشی نہ سن سکی۔ شدتِ گریہ سے اس کا دم گھٹ رہا تھا لیکن نہ تو آنکھوں سے آنسو نکلے اور نہ حلق سے آواز ہی نکل سکی۔

⁂

عمران مرزا نسیم بیگ کی حیثیت سے مس موریل کے

کلب کی عمارت میں داخل ہوا۔ رات کے ساڑھے سات بجے تھے۔ ڈائننگ ہال میں ہلکی روشنی والے بلب روشن تھے۔ قریب قریب ساری ہی میزیں انگیج تھیں اور تین چار دیسی آدمیوں کے علاوہ سب غیر ملکی تھے ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ رچمنڈ بھی دکھائی دیا لیکن اپنی میز پر وہ تنہا تھا سامنے شراب کی بوتل اور سوڈے کا سائیفن رکھا ہوا تھا۔ گلاس میں قرمزی رنگ کی شراب تھی۔ کئی عورتیں موسیقی کی دھن پر اپنے شانے تھرکا رہی تھیں اور مردوں کے پیر فرش پر تھاپ دے رہے تھے۔ سفید وردی میں ملبوس مؤدب بیرے خاموشی سے ادھر اُدھر جا رہے تھے۔

موریلی کاؤنٹر کے قریب کھڑی تھی عمران کو دیکھ کر آگے بڑھی۔

"خوش آمدید۔ مسٹر بیگ۔" اس کی مترنم آواز کانوں میں رس گھول گئی۔ جواباً عمران نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ بے شمار آنکھیں ان کی جانب نگراں ہیں۔

موریلی اسے اپنے آفس میں لے آئی۔ "بیٹھئے مسٹر بیگ! کل آپ کا پیغام ملا تھا بڑی مایوسی ہوئی تھی۔"

عمران نے ہینڈ بیگ سے تصاویر نکال کر میز پر رکھ دیں وہ ایک ایک کر کے انھیں دیکھتی رہی پھر کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔ "آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے مسٹر بیگ؟"

"بدمعاشی۔"

وہ ہنسنے لگی پھر بولی۔ "نہیں سنجیدگی سے بتائیے۔"

"یقین کیجیے... اس شہر کے بدمعاش ہی میرا ذریعۂ معاش ہیں۔ آپ کو یہ بات محض اس لیے بتا رہا ہوں کہ آپ کا تعلق ہماری سوسائٹی سے نہیں ہے۔ اپنی سوسائٹی کے کسی فرد کو یہ بات ہرگز نہ بتاتا کیونکہ وہ تو مجھے ایک باعزت اور ذی وقار آدمی سمجھتے ہیں۔ اس بار میرے حلقے کے لوگ مجھے میونسپل الیکشن کے لیے بھی کھڑا کر رہے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ نے یہ بات مجھے بھی کیوں بتائی۔"

"آپ کی شخصیت... میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔"

شکریہ!" وہ دلآویز انداز میں مسکرائی۔ "حالانکہ میں بہت آسانی سے بے وقوف بن جاتی ہوں۔"

"تب تو آپ ہیرا ہیں ہیرا... دنیا ایسے ہی آدمیوں کی قدر کرتی ہے جو آسانی سے بے وقوف بن جاتے ہیں یہ بہت اچھے آدمی کہلاتے ہیں اور جو آسانی سے بے وقوف بن جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیے جاتے۔"

"میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ مجھے آپ ہی جیسے کسی سمجھ دار مقامی آدمی کی ضرورت تھی۔"

"کیا اپنے بزنس کے سلسلے میں؟"

"نہیں یہ دوسرا معاملہ ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ اسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"یہاں کے کچھ سرمایہ داروں کو میرے بارے میں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

"کیسی غلط فہمی؟"

"وہ سمجھتے ہیں کہ میں لڑکیوں کا بزنس کرتی ہوں اور وہ اس سلسلے میں میرے گاہک بننا چاہتے ہیں۔ پہلے میں انھیں ہنسی میں اڑاتی رہی پھر سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں لہٰذا ان میں سے ایک نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے لیے غیر ملکی لڑکیاں فراہم نہ کیں تو وہ میرا تجارتی ویزا کینسل کرا دے گا۔"

"اسے محض دھمکی ہی سمجھئے! وہ ایسا نہ کر سکے گا۔"

"میرا خیال ہے کہ اس نے میرے خلاف کچھ شروع کر دیا ہے کیونکہ ایک پولیس آفیسر آج یہاں آیا تھا۔ شاید اس وقت پھر آئے۔"

"کس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی؟"

"جس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی اُسے تو میں صرف ایک بہانہ سمجھتی ہوں۔ حقیقتاً وہ میرے معاملے میں تفتیش کرنا چاہتا ہے۔"

"تب تو پھر آپ مجھے بھی کوئی سادہ لباس والا سمجھ رہی ہوں گی۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"یقین کیجیے جب سے وہ پولیس آفیسر گفتگو کر کے گیا ہے میں آپ ہی کے بارے میں سوچتی رہی ہوں اور یہی سوچتی رہی جو ابھی آپ نے کہا ہے۔"

"حالات کے مطابق آپ اس میں حق بجانب ہیں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس نے کس معاملے میں آپ سے پوچھ گچھ کی تھی؟"

"ارے وہی معاملہ جو ایک راہ گیر کی توجہ بھی اپنی طرف مبذول کرا سکتا ہے کوئی بھی آکر رچمنڈ جیسے مداریوں کے متعلق مجھ سے پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔"

"آپ کو اس آفیسر کا نام یاد ہے؟"

"نام تو یاد نہیں البتہ عہدہ ذہن میں محفوظ رہ گیا ہے۔ غالباً وہ سی۔ آئی۔ ڈی کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔"

"کیپٹن فیاض!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔

"ہاں، ہاں شاید یہی نام ہے۔ کیا آپ اُسے جانتے ہیں؟"

عمران ہنس پڑا اور دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس نے رچمنڈ ہی کو بہانہ قرار دے کر آپ سے جان پہچان پیدا کرنے کی راہ نکالی ہو گی۔ ہے نا یہی بات؟"

"یہی بات ہے۔ لیکن مقصد کے بارے میں آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"وہ آپ کے بارے میں چھان بین نہیں کر رہا۔"

"پھر بھی بات واضح نہیں ہوئی۔"

"وہ مجھ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہے لیکن میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں کے پولیس آفیسروں اور بدمعاشوں کے متعلق مجھے ہر وقت تازہ ترین اطلاعات حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ میرا پیشہ اسی کا متقاضی ہے۔ فیاض عرصہ سے آپ سے مل بیٹھنے کا خواہشمند رہا ہو گا لیکن تقریب بہر ملاقات ہاتھ نہ آئی ہو گی۔ اتفاق سے اروے رچمنڈ سامنے پڑ گیا۔ اس نے سوچا ہو گا چلو اچھا نسخہ ہاتھ آیا۔ اب وہ اس کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ سے روزانہ ملتا رہے گا۔"

"اوہ۔"

"جی ہاں۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فیاض انھی لوگوں میں سے ہے جو چاہتے ہیں کہ دنیا کی ہر خوب صورت لڑکی سے ان کی جان پہچان ضرور ہو۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں اسے سڑک پر نچاؤں گی۔" موریلی [illegible] کر بولی۔

"نہیں آپ خود اس قسم کی کوشش نہ کیجیے گا ورنہ اگر وہ [illegible] کا شکار ہو گیا تو آپ کسی طرح بھی اُس سے دامن نہ بچا [illegible] گی۔"

"خیر اسے چھوڑیے! ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں لیکن میں سرمایہ دار کی دھمکی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہوں۔"

"آخر کس بنا پر؟"

"تین چار دن پہلے ایک واقعہ اور بھی ہو چکا ہے جس سے سازش کی بو آتی ہے۔"

"اس واقعے کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔"

"یک وقت سات ممبروں نے کوئی معقول وجہ بتائے [illegible] کلب کی ممبر شپ ختم کر دی ہے۔ وہ ساتوں دوست تھے [illegible] تک خفا تھے کسی بات پر کہ یہاں سے اپنا گروپ فوٹو تک لے گئے۔"

"اوہ۔"

"کیا واقعہ میرے شبہے کو تقویت دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔"

"وہ تو ہے۔ لیکن آخر وہ لوگ اپنے فوٹو کیوں لے گئے؟"

"ان میں سے ایک میرا گہرا دوست بھی تھا۔"

"ہوں۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس کی تصویر تو ہو گی ہی آپ کے پاس؟"

"یہی تو بتانا چاہتی ہوں کہ وہ اسے بھی میرے البم میں سے نکلوا لے گیا ہے۔ اسے یاد تھا کہ اس کی ایک تصویر میرے پاس تھی۔"

"دراصل صرف یہی مسئلہ آپ کے لیے باعثِ تشویش ہونا چاہیے۔"

"کون سا مسئلہ؟"

"تصویروں والا۔"

"سمجھ میں نہیں آتا۔ ہاں مجھے بھی اس کا خیال آیا تھا بہرحال اب آپ ہی بتائیے کہ یہ کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے یا نہیں۔"

"ہو تو سکتی ہے۔" عمران پُر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن تصویر کا مسئلہ۔"

"تصویروں والے مسئلے کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے؟"

"سوچنے کی بات ہے۔ خیر ہاں تو آپ یہ بتائیے کیا حقیقتاً کسی طرح بھی آپ کے کاروبار کی نوعیت ایسی ہو سکتی ہے کہ آپ کو پولیس سے خائف رہنا پڑے؟"

"ہرگز نہیں۔ میرا کاروبار بے داغ اور بالکل صاف ہے۔"

"پھر آپ کو خوف کس بات کا ہے؟"

"اگر لوگ دشمنی پر کمر بستہ ہوں تو آپ کو ان الزامات کے لیے بھی تیار رہنا پڑے گا جو آپ پر کسی طرح عائد نہ ہو سکتے ہوں۔ مثال کے طور پر یہاں کلب کی عمارت کے کسی گوشے میں کچھ قابلِ گرفت غیر قانونی چیزیں رکھ دی جائیں اور میری لاعلمی میں پولیس چھاپہ مارے وہ چیزیں برآمد ہوں... پھر آپ ہی سوچیے کیا پوزیشن ہو گی میری؟"

"ہوں۔ ممکن ہے۔" عمران پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دے کر بولا کچھ دیر خاموشی رہی پھر عمران نے کہا۔ "ان ساتوں میں سے جو کوئی آپ کا گہرا دوست تھا اس کے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔"

"دراصل اسے بھی فنِ مصوّری سے لگاؤ تھا اسی خصوصیت کی بنا پر خصوصیت سے ایک طرح کا لگاؤ ہو گیا تھا۔"

"اچھا وہ ساتوں یہیں آپس میں دوست بنے تھے یا کلب کی رکنیت حاصل کرنے سے پہلے ہی ایک دوسرے کے دوست بنے تھے؟"

"میرا خیال ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی ایک دوسرے کو جانتے تھے۔"

"قدرتی بات ہے کہ آپ کو ان کی برافروختگی پر حیرت ہوئی ہو گی اور آپ نے اس کی وجہ بھی معلوم کرنی چاہی ہو گی۔"

"جی ہاں۔"

"اور آپ اسی ممبر سے ملنے کے لیے اس کی قیام گاہ پر گئی ہوں گی جس سے آپ سے زیادہ بے تکلفی تھی۔"

"جی ہاں۔ سب سے پہلے اسی کی قیام گاہ پر گئی تھی لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اسی دن اس جگہ کو چھوڑ چکا ہے۔ چونکہ ممبروں کے رجسٹر میں ان سبھوں کے پتے درج تھے اس لیے بقیہ لوگوں کی قیام گاہ پر بھی باسانی پہنچ سکی تھی لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان سبھوں نے اسی دن ان قیام گاہوں کو چھوڑا تھا۔ قیام گاہوں سے متعلق لوگ ان کے نئے ٹھکانوں کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ سبھوں نے لاعلمی ظاہر کی تھی۔"

"خوب۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "یہاں سے اپنی تصویر تک لے گئے اور قیام گاہوں کو بھی اسی طرح چھوڑ دیا پھر کیا سوچا جا سکتا ہے؟"

"سخت الجھن میں ہوں۔" موریلی اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"فکر نہ کیجیے میں دیکھوں گا۔"

"آپ انھیں پائیں گے کہاں کہ دیکھیں گے؟"

"شاید پا ہی جاؤں۔ ہاں اس سرمایہ دار نے کب دھمکی دی تھی؟"

"اسی دن۔ یہ بھی اسی دن کی بات ہے۔ ان لوگوں کی ممبر شپ ختم ۔۔۔۔ ہونے سے غالباً تین گھنٹے پہلے اس نے دھمکی دی تھی۔"

"خوب۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کیا دھمکی محض اسی لیے دی گئی تھی کہ ان ساتوں کا بیک وقت یہاں سے تعلق ختم کر دینا اسی سرمایہ دار کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ سمجھا جائے۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ذرا ممبروں کا رجسٹر تو منگوائیے۔"

"ممبروں کا رجسٹر۔ اچھا۔" موریلی نے میز پر رکھی ہوئی گھ بجائی، ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"کاؤنٹر سے ممبروں کا رجسٹر لاؤ۔" موریلی نے اس سے کہ

وہ سر کو جنبش دے کر واپس چلا گیا۔

عمران ان ساتوں کے نام اور پتے دیکھنا چاہتا تھا۔ معل کرنا چاہتا تھا کہ وہ ڈیوڈ کے بتائے ہوئے نام اور پتوں سے مطابقت رکھتے تھے یا ان سے مختلف تھے۔ کچھ دیر بعد رجسٹر آ عمران نے اس سے وہ صفحہ کھولنے کے لیے کہا جس پر ان کا اند تھا۔ وہ سب ایک جگہ سلسلہ وار درج تھے۔ اس کے بعد پھر دو نام آتے تھے۔ یہ سب وہی نام تھے جو ڈیوڈ نے بتلائے تھے اور عمرا کی دانست میں پتے بھی اس کے بتلائے پتوں سے مختلف نہیں تھے۔ ان میں ڈیوڈ کا نام بھی موجود تھا۔ "ان کے درمیان یہ ایک نام کیسا ہے؟"

"کہاں۔ اوہ۔ اسے تو میں بھول ہی گئی تھی لوئیل ڈیو لیکن یہ ۔۔۔۔ دراصل یہ بھی میری الجھن کا باعث بنا ہوا اس کے غائب ہو جانے کی خبر تو اخبارات میں شائع بھی ہو ہے خبر کے ساتھ ہی تصویر بھی تھی لیکن اس نے اپنی ممبر شپ کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔ ان کے ساتھ بھ نہیں آیا تھا۔"

"آخر آپ نے ان ساتوں کے ساتھ ہی اس کا تذکرہ بھ کیوں نہیں کیا تھا؟"

"محض اس لیے کہ اس نے اپنی ممبر شپ ختم کر دینے کی اط مجھے نہیں دی۔"

"اس کے بارے میں خبر کیا تھی؟"

"اچھی طرح یاد نہیں۔"

"یقیناً آپ نے اس خبر پر پوری طرح دھیان نہیں دیا ورنہ کیپٹن فیاض کی آمد کو کسی سازش پر محمول نہ کرتیں۔ خبر نیچے ہی کیپٹن فیاض کا اعلان بھی تھا کہ لوئیل ڈیوڈ کے با میں کسی قسم کی بھی معلومات رکھنے والے اس سے رجوع کریں۔"

"اوہ ۔۔۔۔ تو ۔۔۔ وہ کیپٹن فیاض۔"

"جی ہاں۔ مجھے وہ خبر اور اعلان من و عن یاد ہے۔ بتا مجھے بہت زیادہ باخبر رہنا پڑتا ہے۔"

وہ کچھ کہنے کی بجائے خلا میں گھورتی رہی۔

"آپ نے اس آدمی لوئیل ڈیوڈ سے بھی رابطہ قائم ک کی کوشش کی ہو گی؟"

"جی ۔۔۔" وہ چونک پڑی۔ "کیا کہا؟"

عمران نے اپنا سوال دہرایا۔ "جی ہاں۔ لیکن جس وقت میں وہاں پہنچی تھی۔ وہ بھی موجود نہیں تھا۔"

"اس خبر کے شائع ہونے سے پہلے پہنچی تھیں یا بعد میں؟"

"پہلے ہی ۔۔۔"

"وہ کہاں رہتا تھا؟"

"ایک ہوٹل میں لیکن وہاں اس کے کمرہ چھوڑ دینے کی اطلاع نہیں ملی تھی کاؤنٹر کلرک نے اس کے کمرے میں فون کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہے۔"

"ہوں اور اس کے بعد صرف فون کر کے ہی آپ اس کے بارے میں پوچھتی رہی ہوں گی۔"

"جی ہاں ۔۔۔ لیکن بس یہی معلوم ہوتا رہا تھا کہ وہ موجود نہیں ہے۔"

"خبر شائع ہونے کے بعد بھی آپ نے فون کیا تھا؟"

"جی نہیں۔"

"سچ مچ آپ دشواریوں میں پڑ گئی ہیں۔ اب اسے سازش والے نکتہ نظر سے نہ دیکھیے؟"

"پھر؟"

"وہ آٹھوں ساتھ ہی آئے تھے؟"

"جی ہاں ۔۔۔"

"ایک دوسرے کے دوست بھی تھے؟"

"جی ہاں۔"

"ایک دن وہ ساتوں آتے ہیں اور نہ صرف ممبر شپ ختم کر دیتے ہیں بلکہ اپنی تصاویر بھی لے جاتے ہیں۔ آٹھواں نہیں آتا اور پھر اس کی گمشدگی کی خبر اخبار میں شائع ہوتی ہے۔ مجھے یہ بتایئے آخر وہ لوگ اپنی تصویریں کیوں لے گئے؟"

"میں کیا بتاؤں میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔"

"آٹھواں غالباً قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ ساتوں یا تو اس کے قاتل ہیں یا قتل میں اعانت کی ہے انھوں نے، اسی لیے تصویریں بھی لے گئے اور اپنی قیام گاہیں بھی چھوڑ دیں۔"

"میرے خدا!" وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہو سکتا ہے پولیس کو ابھی تک ان ساتوں کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا ہو لیکن آپ کے بارے میں ضرور معلوم ہوا ہو گا۔"

"کک ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ کیسے؟"

"لوئیل کے ہوٹل سے۔ کاؤنٹر کلرک نے بتایا ہو گا کہ ایک عورت اس کے بارے میں پوچھنے آئی تھی اور پھر فون پر پوچھتی رہی تھی پھر اگر پولیس کو ان ساتوں کی قیام گاہوں کا پتا معلوم ہو جائے تو ان سے تعلق رکھنے والے بھی پولیس کو آپ کی کہانی سنائیں گے کہ عورت ان کے جانے کے بعد ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی تھی۔"

"میں کیا کروں۔ میں کیا کروں۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"فی الحال بیٹھ جایئے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے آپ نے اچھا کیا کہ یہ ساری باتیں میرے علم میں لے آئیں۔"

"لیکن اس آفیسر نے مجھ سے لوئیل کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔"

"ابھی اسے اس کا علم ہی نہ ہو گا کہ وہ اس کلب کا ممبر بھی تھا۔"

"پھر اب کیا ہو گا۔ مجھے کیا کرنا چاہیے؟" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "کچھ دیر بعد وہ یہاں پھر آئے گا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ اسے ان واقعات سے آگاہ کر دیں۔"

"پھر میری پوزیشن کیا ہو گی؟"

"تھوڑی دانش مندی سے بھی کام لیں تو آپ بھی مزے میں رہیں گی اور پولیس کی اعانت کا سرٹیفکیٹ بھی آپ کو مل جائے گا۔"

"تو بتایئے تاکہ میں کیا کروں؟"

"اسے بتایئے کہ آج اس کے جانے کے بعد ہی کسی نے لوئیل والی خبر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آپ نے اسے پڑھا تھا اور یہ معلوم کر کے خوفزدہ ہو گئی تھیں کہ لوئیل کے بارے میں وہی تفتیش کر رہا تھا۔ آپ کہیے گا کہ آپ کو تشویش تھی کہ اس نے براہ راست لوئیل کا تذکرہ کرنے کی بجائے ہاروے رچمنڈ کے متعلق کیوں پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔ کیا اس کا یہ خیال ہے کہ لوئیل کی گمشدگی میں آپ کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے پھر تھوڑی سی لگاوٹ کی باتیں بھی کر بیٹھیے گا۔ بس کام بن جائے گا۔ فیاض اسی قسم کا آدمی ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ آپ کو ممبروں کا رجسٹر ہی بدل دینے کا مشورہ دے بیٹھے اور کہے کہ اس میں سرے سے ان آٹھوں کے نام ہی نہ لکھے جائیں۔"

موریلی کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے اور وہ مضطرب بھی تھی۔

عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "لیکن اس سرمایہ دار یا اس کی دھمکی کا تذکرہ قطعاً نہ آنے پائے۔ ہاں کیا وہ کلب کا باقاعدہ ممبر بھی ہے؟"

"جی ہاں ممبر ہے لیکن شاذ و نادر ہی یہاں آتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ صرف مجھے اس کا نام اور پتا بتا دیجیے۔"

"روپی مل۔ بیالیس وکٹوریہ لین۔"

"شکریہ میں دیکھوں گا۔ ایک بار پھر سن لیجیے۔ اس کے بارے میں کیپٹن فیاض کو قطعی نہ بتایئے گا اور ہاں میرا تذکرہ بھی نہ آئے تو بہتر ہے اس طرح میں سکون سے کام کر سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ لیکن ذرا ٹھہریے۔۔۔ اتنا بتا دیجیے کیا یہ محض اتفاق تھا کہ آپ مجھ سے ملنے چلے آئے تھے؟"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اُٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ "یہ سوال آپ نے کیوں کیا؟"

"آپ تصویریں لے کر آئے تھے۔ میں سمجھی تھی مصوّر ہوں گے لیکن آپ نے سرکس شروع کر دیا اور اب اس قسم کے کمالات دکھا رہے ہیں۔۔۔"

عمران ہنس پڑا۔ دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "سب میرے مقدر کی خوبی ہے اوٹ پٹانگ طور پر پیدا ہوا تھا اور زندگی کے ہر موڑ پر اوٹ پٹانگ حالات کا شکار ہوتا ہوا اس عمر تک آ پہنچا ہوں آپ کو سن کر ہنسی آئے گی کہ میں ہوائی جہاز میں پیدا ہوا تھا سارے مسافروں میں سراسیمگی پھیل گئی تھی اور میرے باپ پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے۔ کہنے کا مطلب ہے میرا ذریعہ معاش مصوّری نہیں ہے میں حقیقتاً یہ تصویریں کسی قدر دان کے حوالے کر کے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔"

"چوری کی تو نہیں ہیں؟"

عمران نے پھر قہقہہ لگایا پھر دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولا۔ "چوری کا مال قدر دانوں کے حوالے نہیں کیا جاتا بلکہ اونے پونے فروخت کیا جاتا ہے۔"

"معاف کیجیے گا۔ اس وقت میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے اس پر شرمندہ ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔ بہرحال اسے محض اتفاق سمجھیے کہ آپ سے ٹکرایا آپ کے ستارے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اب اجازت دیجیے ایک بار پھر یاد دلا دوں کہ آپ فیاض کو روپی مل کے بارے میں کچھ نہ بتایئے گا۔" عمران اُٹھ گیا۔

◆

ان دنوں جوزف ایک طاقتور دوربین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ لوگ جو عمران کی تاک میں ہیں یقینی طور پر فلیٹ کی نگرانی کرتے ہوں گے۔ وہ دل ہی دل میں تاؤ کھاتا رہتا۔ کاش کسی ایک کے بارے میں یقین ہو جائے۔۔ چھٹی کا دودھ یاد دلا دے اسے۔۔۔ اکثر سفید فام راہگیروں کو دیکھ کر دانت پیستا۔

آج ہی اسے اوٹو ویلانی کی سکریٹری کا خط اپنے خط کے جواب میں ملا تھا اور وہ مضطرب تھا کہ کس طرح فون پر عمران کی کال آئے اور وہ اس تک پروفیسر کا پیغام پہنچا دے۔ مضطرب بھی تھا اور جھنجلاہٹ میں بھی مبتلا تھا۔ جھنجلاہٹ اس بات پر تھی کہ آخر عمران اسے اپنا فون نمبر بتانے سے گریز کیوں کر رہا ہے۔ اب اگر ایسے میں فوری طور پر کوئی اہم اطلاع اس تک پہنچانی ہو تو وہ کیا کرے گا۔ جوزف اتنی زیادہ احتیاط کا قائل نہیں تھا۔ اس کا قول تھا کہ جب لوگ اس طرح گھر جائیں تو پھر بس کٹ مرنا چاہیے اور وہ تو اس پر پتا نہیں کب سے تلا بیٹھا تھا لیکن ان میں سے کوئی پہچانا بھی تو جا سکتا۔ ویسے دوربین سنبھال بیٹھنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ آس پاس پائے جانے والوں کے چہرے پڑھ سکے اس کا دعویٰ تھا کہ وہ چور قسم کے دشمنوں کی بُو سونگھ سکتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں ان کے دل کا حال پڑھ سکتا ہے۔

دوربین کا فوکس زیادہ تر سامنے والے کیفے کے برآمدے پر ہوتا۔ وہاں سگریٹ اور سگار فروشوں کی تین دکانیں تھیں جن پر ٹھہرنے کا کوئی جواز بھی پیدا کیا جا سکتا تھا اور وہیں سے عمران کے فلیٹ کی نگرانی بھی ہو سکتی تھی۔

اس وقت ایک طویل قامت آدمی جو اوورکوٹ اور فلیٹ ہیٹ میں ملبوس تھا ایک دکان پر آیا اور جب وہ سڑک کی جانب مڑ کر سگار سلگانے لگا تو جوزف نے دیکھا کہ اس نے فلیٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا رکھا ہے۔

آج صبح ہی سے سردی شدید تھی۔ دن نکلنے سے قبل تیز بارش ہوئی تھی اور پھر آسمان کھل گیا تھا لیکن دھوپ ایسی لگ رہی تھی جیسے پانی میں ڈھل کر اپنی رنگت گنوا بیٹھی ہو۔ دھوپ میں رہ کر بھی سردی کا احساس کم نہیں ہونا تھا۔

جوزف دوربین کے شیشوں میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ فلیٹ ہیٹ کے سائبان کے نیچے سفید چمڑی تھی۔ شاید سر کھجانے کے لیے اس نے فلیٹ ہیٹ پیچھے کھسکائی تھی۔۔ لیکن یہ کیا؟ جوزف کے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ انگلی دوربین کی گراری پر تیزی سے چلی۔۔۔ فلیٹ ہیٹ والا چہرہ قریب آتا گیا۔ خدا کی پناہ داغ۔ پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ۔

سر کھجانے کے بعد فلیٹ ہیٹ پھر آگے کھسک آئی اور بچھو کی شکل کا داغ سائبان کی اوٹ میں ہو گیا۔

دفعتاً اس نے دوربین ایک کونے میں پھینکی اور اُچھل کر اس کرسی کی طرف آیا جس کے ہتھے پر اس کا کوٹ پڑا ہوا تھا۔ کرسی ہی پر دونوں ریوالوروں کے ہولسٹر بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس نے جلدی جلدی ہولسٹروں کو پہلوؤں سے لٹکایا اور تیزی سے کوٹ پہنتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔ زینے ایسی ہی رفتار سے طے کیے تھے کہ اگر مقدار سے زیادہ پی رکھی ہوتی تو سر کے ہزار ٹکڑے ہو جاتے۔

نیچے فٹ پاتھ پر پہنچ کر اس نے غیر ملکی کو ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا وہ نہایت اطمینان سے چل رہا تھا۔ جوزف کے ہونٹوں میں تنفر آمیز کھنچاؤ پیدا ہوا اور وہ تھوڑے فاصلے سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔

◆

عمران نے اپنے ٹرانسمیٹر پر اشارہ محسوس کیا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ "ہلو ایکسٹو۔۔۔ ہلو ایکسٹو۔۔۔"

"ایکسٹو" عمران نے مائیک میں کہا۔ "ہلو۔۔۔ اسٹاپ۔۔"

دوسری طرف سے بلیک زیرو کوڈ ورڈز میں رپورٹ دینے لگا۔ "سکس ون، اطلاع دیتا ہے کہ جوزف ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل میں داخل ہوا تھا۔ اس کے بعد باہر نہیں آیا۔ اس کے وہاں داخل ہونے کے تین گھنٹے بعد تک کی رپورٹ ہے۔۔۔ اوور۔"

"تعاقب کہاں سے اور کیسے شروع کیا تھا اوور؟"

"گھر سے نکل کر وہ سڑک پر آیا تھا اور غیر ملکی کے پیچھے لگ گیا تھا اوور۔"

"لیکن وہ داراب منزل میں کس طرح داخل ہوا۔۔ اوور۔"

"سکس ون کا بیان ہے کہ جوزف غیر ملکی کے اندر داخل ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک سڑک ہی پر کھڑا رہا تھا پھر وہ بھی اندر چلا گیا۔۔ اوور۔"

"جوزف سے ایسی حماقت کی توقع نہیں۔ خیر۔۔ داراب منزل کہاں ہے۔ اس کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟ اوور۔"

"عمارت کا مالک ڈاکٹر داراب ہڈیوں کے امراض کا ماہر ہے۔ عمارت بظاہر آج کل خالی ہے کیونکہ ڈاکٹر داراب آج کل غیر ممالک کے دورے پر گیا ہوا ہے۔ عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا تھا۔ کیونکہ وہ کنوارا ہے۔ سچویشن گرین اسکوائر اوور۔۔"

"عمارت کی نگرانی کس طرح کی جا رہی ہے؟ اوور۔"

"نکاسی کے ہر راستے پر نظر ہے۔ اوور۔"

"گڈ۔۔ میں دیکھوں گا۔۔۔ اور کچھ؟"

"نہیں۔۔۔ اوور۔۔۔"

"اوور اینڈ آل۔۔۔" عمران نے سوئچ آف کر دیا۔

اس کے چہرے پر تشویش آمیز تفکر کے آثار نظر آ رہے تھے۔ یہ جوزف گھر سے کیسے نکل گیا۔۔۔ کیا قصّہ ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ اسے کوئی حکم دیا جائے اور وہ تعمیل نہ کرے۔ کتّے سے زیادہ وفادار آدمی۔ اس نے سوچا شاید سلیمان اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے اس لیے وہ ہوٹل سے باہر نکل کر اسی ٹیلیفون بوتھ کی طرف چل پڑا جسے دوسروں سے رابطہ قائم کرنے کے لیے عموماً استعمال کرتا تھا۔

سلیمان گھر پر موجود تھا اس کی آواز سن کر چہکنے لگا چھوٹتے ہی بولا۔ "وہ سیاہ زلوہ آپ کے حکم کی پروا کیے بغیر گھر سے باہر نکل گیا۔۔"

"لیکن کیسے؟"

"پتا نہیں۔ سالے کی بوتلیں تک میں ہی منگوا کر دیا کرتا تھا۔ ارے یہ کالے سانپ کی قوم ہے۔ آپ کو پتا نہیں کب عقل آئے گی۔"

"او سلیمان۔۔۔"

"جی صاحب۔"

"غور سے سُن اور میری بات کا جواب دے۔ وہ ان دنوں کیا کرتا رہا تھا؟"

"دن بھر دوربین لیے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا ابھی کچھ دیر پہلے یکایک دوربین میز پر پھینکی اور کوٹ پہن کر بھاگ گیا۔ میں چیختا ہی رہ گیا۔"

"اس کے اسٹاک میں شراب موجود تھی؟"

"چار بوتلیں جناب عالی۔ اب سالے کو اپنا خون پلاتا اور جو قسم چاہے لے لیجیے میں نے تو اس دوران میں اس سے بات تک نہیں کی کہ کہیں بتنگڑ بن کر میرے سر پر کوئی مصیبت نہ لائے۔ یقین کیجیے کہ وہ کالی مرغی کی اولاد کسی بات چیت کے بغیر نکل بھاگا ہے۔"

"بہرحال وہ دوربین لیے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہا کرتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں اور اس کی ذمہ داری بھی چست لباس لڑکیوں پر ہو سکتی ہے مجھ پر نہیں۔"

"ایک بار تو بھی سُن، گھر سے باہر قدم نکالنے کی ضرورت

نہیں پڑوسیوں سے سودا منگوا لیا کر۔"

"ارے ضرورت ہی کیا ہے۔ سودا بھی آپ ہی کے لیے ہوتا ہے۔۔۔ ہم تو کچھ کھائے پیئے بغیر بھی برسوں چل سکتے ہیں۔"

"شٹ اپ۔" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

کچھ دیر ٹھہر کر رانا پیلس کے نمبر رنگ کیے۔ بلیک زیرو نے کال ریسیو کی۔

"اس عمارت کا بیرونی نقشہ مع محل وقوع دو گھنٹے کے اندر اندر چاہیے تم خود ملو۔۔۔ ہوٹل ذیشان کے قریب۔" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

تیسری بار موبیل فراہم کے نمبر ڈائیل کیے اور دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بولا۔ "فہیم بیگ!"

"اوہ مسٹر بیگ۔ میں نے تمہارے مشورے کے مطابق اس آفیسر کو سب کچھ بتا دیا لیکن روپی مل کا تذکرہ نہیں کیا۔"

"خوب! ردعمل کیا رہا؟"

"بے حد شکر گزار ہے میرا کہ میں نے اسے اس عورت کی تلاش سے بچا لیا جو ڈریوڈ کے ہوٹل میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ وہ بہت مہربان ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اچھی خبر ہے۔"

"اب اسے ڈیوڈ کے ان ساتوں دوستوں کی تلاش ہے؟"

"یہ بھی اچھی بات ہے۔"

"تم کب مل رہے ہو؟"

"کیا اب بھی میری ضرورت باقی رہتی ہے؟"

"کیوں نہیں۔ میں تمہاری منتظر رہوں گی۔"

"آج نہیں آسکوں گا۔ کل پر رکھو۔"

"میں تمہاری مشکور ہوں کہ اس الجھن سے نجات پا سکی۔"

"لیکن آفیسر سے نجات نہ پاسکو گی۔"

"کیا مطلب؟"

"بے دھڑک عاشق ہو جاتا ہے۔"

دوسری طرف سے کھنکتا ہوا سا قہقہہ سنائی دیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران بوتھ سے باہر آگیا اب وہ پھر ہوٹل ہی کی طرف جا رہا تھا۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد اس نے بلیک زیرو کو ہوٹل کے قریب دیکھا جو اس کے لیے داراب منزل کا بیرونی نقشہ لایا تھا۔

وہ عمران کے موجودہ میک اپ سے واقف تھا دونوں ذیشان کے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر علیحدہ کیبنوں کی طرف چلے گئے۔

بیٹھتے ہی بلیک زیرو بولا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جوزف کبھی آپ کے احکامات کے خلاف بھی کچھ کر گزرے گا۔"

"اور وہ اتنا احمق بھی نہیں ہے کہ ہر سفید فام غیر ملکی کے پیچھے اس لیے دوڑتا پھرے کہ مجھ سے ٹکرانے والے چند غیر ملکی ہی تھے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر؟"

"اسے کسی طرح یقین آگیا ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہو سکتا ہے۔ سلیمان سے معلوم ہوا ہے کہ وہ دوربین لیے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ نیچے سڑک پر سے بھی وہ اپنی دوربین سمیت صاف نظر آتا۔۔۔ ہوگا۔ اچانک اس نے دوربین پھینکی تھی اور کوٹ پہن کر نیچے بھاگا تھا۔ کیا سوچا جا سکتا ہے اس سلسلے میں؟"

"تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کے پیچھے وہ گیا تھا اسی نے کسی طرح اسے یقین دلا دیا ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہے۔"

"تم پہلے بتاؤ کہ ادتو ویلانی کی قیام گاہ کی نگرانی کے کیا نتائج نکلے؟" عمران نے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔ اس لڑکی کے علاوہ اور کسی کو بھی وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا گیا۔ مقررہ وقت پر آتی ہے اور مقررہ وقت پر وہاں سے چلی جاتی ہے۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہاں اس کے علاوہ اور کوئی ہوتا ہی نہیں۔"

"یعنی ہمارے آدمیوں نے وہاں ابھی تک کوئی مرد نہیں نہیں دیکھا؟"

"جی نہیں۔"

"اس آدمی ویلانی نے مجھے روحانیات وغیرہ کے چکر میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔"

"آخر یہ ہے کیا بلا؟"

"ایک پیشہ ور نجومی۔ یوکے میں ہمارے کسی بڑے لیڈر سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے اس کے بارے میں کچھ بالکل صحیح پیشین گوئیاں کی تھیں۔ لہٰذا انہی کی سفارش پر اسے ویزا دیا گیا تھا۔ وزارت خارجہ کی ویزا برانچ میں اس کا ریکارڈ موجود ہے تصویر بھی میں نے دیکھی تھی۔ خوفناک صورت والا ہے۔ بہرحال منظر عام پر آنا پسند نہیں کرتا۔ بزنس بذریعہ خط و کتابت کرتا ہے۔"

"تو آپ بھی اسے نہیں دیکھ سکے تھے؟"

"نہیں صرف آواز سنی تھی۔"

"وہ کسی سے بھی نہیں ملتا لیکن جوزف پر بہت مہربان ہے۔"

"اور اس مہربانی کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجھ سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی خود بخود ہی اس کی طرف کھنچا چلا گیا تھا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ویلانی براہ راست انہی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔"

"اس کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اب وہ بچھو کی شکل والے سیاہ داغ ہی کا قصہ لے لو۔ لڑکی نے جوزف کو اس کی کہانی سنائی تھی۔ جوزف بالکل ہی گدھا نہیں ہے لیکن جہاں کالے جادو وغیرہ کا چکر آپڑے وہاں وہ گدھے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اسے لڑکی کی کہانی پر یقین آگیا ہوگا۔ اب ذرا تصور کرو وہ دوربین لیے کھڑکی پر بیٹھا ہوا ہے۔ مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ آس پاس پائے جانے والے مشتبہ آدمیوں پر نظر رکھے ظاہر ہے کہ خصوصی توجہ سفید فام غیر ملکیوں پر رہی ہو گی۔ اچانک وہ ایسے ہی ایک آدمی کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ دیکھ لیتا ہے تم خود سوچو اس کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں۔۔۔"

"غالباً آپ ٹھیک نتیجے پر پہنچے ہیں۔"

"بچھو کے داغ والی کہانی اسی لیے گڑھی گئی ہے کہ ہم لوگ ایسے کسی آدمی کی تلاش میں رہیں۔ نوٹیل والے واقعے سے انہیں یقین آگیا ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ پولیس کے لیے کام کر رہا ہوں وہ غالباً جوزف پر تشدد کریں گے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ حقیقت کیا ہے؟"

"تو پھر یہ ادتو ویلانی۔"

"نہیں فی الحال ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے لہٰذا براہ راست اس پر ہاتھ ڈال دینا مناسب نہیں۔ اب تو تنکوں ہی کے سہارے جڑ تک پہنچنا ہوگا۔ ہم دیکھیں گے کہ داراب منزل پر کیا ہو رہا ہے؟ لیکن اس سے قبل تمہیں اطمینان کر لینا ہوگا کہ ہمارے ان آدمیوں کی بھی تو نگرانی نہیں کی جا رہی جو داراب منزل کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"اس پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔"

◆

جوزف اس غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل تک آیا تھا اور اس کے اندر داخل ہو جانے کے بعد سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہیے۔ اچانک اسے ایک مضحکہ خیز منظر دکھائی دیا وہ آدمی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک آیا تھا۔ پورچ میں پہنچا ہی تھا کہ کسی جانب سے ایک عورت اس پر جھپٹ پڑی اور پٹائی شروع کر دی دونوں ہاتھوں سے۔ جوزف عین گیٹ کے سامنے کھڑا تھا اس لیے وہ اس حادثے کو دیکھ سکتا تھا۔ ورنہ کمپاؤنڈ کی قد آدم دیواریں سڑک پر سے اندر کا جائزہ لینے میں حارج ہی ہوتیں۔

پھر دفعتاً اس آدمی نے مدد کے لیے چیخنا شروع کر دیا۔ جوزف نے دیر سے شراب نہیں پی تھی اس لیے کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی کند ہو کر رہ گئی تھی۔ بہرحال اسے اس عورت پر سخت غصہ آیا اور وہ پٹنے والے کی مدد کرنے کے لیے پھاٹک سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا لیکن اسے اس کی خبر بھی نہ ہو سکی کہ اس کے اندر داخل ہوتے ہی پھاٹک بند کر کے مقفل کر دیا گیا ہے۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا پورچ تک آ پہنچا۔

اب عورت اپنے شکار کو زمین پر گرا کر چڑھ بیٹھی تھی اور دونوں ہاتھوں سے پیٹے جا رہی تھی اور اب وہ مدد کے لیے چیخے جا رہا تھا یہ عورت بھی سفید فام ہی تھی۔

"محترمہ! محترمہ!" وہ ان کے قریب پہنچ کر گھگھیایا۔ "خداوند خدا کے لیے ایک مرد کی اس طرح تذلیل نہ کیجیے۔"

"او پیچھے کرسچین ہٹ جا یہاں سے۔" عورت ہانپتی ہوئی بولی۔ "یہ بھی تیری طرح سچا کرسچین ہے اور گلے میں کراس لٹکا کر۔۔۔ مجھے دھوکے دیتا ہے۔"

"میں شرمندہ ہوں اپنی دخل اندازی پر محترمہ لیکن یہ میری استدعا ہے۔ مقدس کنواری کا واسطہ ہٹ جائیے۔"

دفعتاً وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گئی اور مرد اٹھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر بھاگا۔ عورت چند لمحے ہانپتی اور جوزف کو گھورتی رہی پھر بولی۔ "تم کون ہو؟"

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ مداخلت کی معافی چاہتا ہوں محترمہ۔ ویسے میں دراصل ان صاحب کے پیچھے پیچھے ہی آیا تھا۔"

"کیوں؟" عورت غرائی۔

"میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"ہم رومن کیتھولک ہیں۔" عورت نے اکڑ کر کہا۔

"تعجب ہے۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "میں نے آج تک کوئی ایسا رومن کیتھولک نہیں دیکھا جو ماتھے پر بچھو کی تصویر بنائے پھرتا ہو۔"

"اوہ۔" وہ پژمردہ نظر آنے لگی پھر یک بیک پر جوش

لہجے میں بولی۔

"اسے سزا ملی ہے۔ خدا کا قہر نازل ہوا ہے۔ اس جیسے بدکردار شوہر کا تو پورا چہرہ سیاہ ہو جانا چاہیئے۔ اوہ تم مجھے معاف کرنا سیاہی کوئی ایسی بُری چیز نہیں لیکن سزا کے طور پر۔"

"میں سمجھتا ہوں۔۔۔ میں سمجھتا ہوں۔" جوزف سر ہلا کر بولا۔

"آؤ۔۔۔ اندر چلو میں تمہیں بتاؤں گی کہ وہ کیسا آدمی ہے۔ تب تم اندازہ کر سکو گے کہ میں حق بجانب ہوں۔"

"نہیں مادام شکریہ۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ مجھے اس مداخلت پر شرمندگی ہے۔ آپ کے اپنے نجی معاملات ہیں میں دخل دینے والا کون۔۔۔"

"میں دل کا غبار یا بخار جو کچھ بھی سمجھو نکالنا چاہتی ہوں۔ کیا میرے لیے ہمدردی کا اتنا سا جذبہ بھی نہیں رکھتے۔ اسے بچانے تو دوڑے آئے تھے۔"

"ارے نہیں۔ یہ بات نہیں۔" جوزف نے دانت نکال دیے۔ وہ نروس ہو گیا تھا۔ اگر وہ کوئی نوجوان اور دُبلی پتلی عورت ہوتی تو جوزف گھاس بھی نہ ڈالتا لیکن وہ ایک معمر اور موٹی تازی خاتون ہونے کی حیثیت سے جوزف کے لیے قابلِ احترام تھی اس کی بات کسی طرح نہ ٹال سکا۔ یہ بھی بھول گیا کہ اس آدمی کا تعاقب کیوں کیا تھا۔

سعادت مندانہ انداز میں عورت کے پیچھے چل پڑا لیکن نشست کے کمرے میں داخل ہو کر دو ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ پے در پے تین چار ایسی ضربیں سر پر پڑیں کہ بیک وقت آنکھوں میں تارے بھی ناچے اور مکمل تاریکی کا احساس بھی پیدا ہوا اس کے بعد وہ احساس کی کسی بھی قسم کو شناخت کرنے کے قابل نہ رہ گیا پھر پتا نہیں کتنی دیر ذہن پر وہ تاریکی مسلط رہی تھی۔ ہوش آنے پر اس نے خود کو ایک کرسی سے بندھا ہوا پایا تھا۔ کرسی ایک میز کے قریب رکھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ رسّی کی بندش سے آزاد تھے اس نے محسوس کیا کہ ٹانگیں الگ الگ کرسی کے پایوں سے باندھی گئی ہیں۔ بہرحال اس بُری طرح جکڑا ہوا تھا کہ ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

دفعتہً میز پر رکھی ہوئی بوتل پر اس کی نظر پڑی۔ لیبل سے وہائٹ ہارس وہسکی معلوم ہوتی تھی۔ جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔ بوتل اس کی پہنچ سے دُور نہیں تھی سوڈے کا سائیفن بھی قریب ہی موجود تھا اور ایک عدد گلاس بھی لیکن جوزف جیسے بلانوش کو سوڈے یا گلاس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر بوتل اٹھالی۔ اُسے کھولنے کا کام دانتوں سے لیا اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اس کے ہونٹوں سے لگی ہوئی تھی۔ چوتھائی بوتل چیک لینے کے بعد رُکا ہی تھا کہ پُشت سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر بوتل چھین لی۔

ساتھ ہی آواز آئی "مفت کی نہیں ہے۔"

جوزف گردن گھما کر بولنے والے کو دیکھ نہ سکا اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لیے بہت دیر بعد ملی تھی اس لیے فوری طور پر نہ صرف دماغ گرم ہو گیا تھا بلکہ سر کی چوٹ بھی رنگ لا رہی تھی۔ کھال تو نہیں پھٹی تھی البتہ سر میں کئی عدد چھوٹے چھوٹے "طفیلی سر" ضرور پیدا ہو گئے تھے۔

وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ ہونٹ اب بھی بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے جہنم جھانک رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اسے یاد آتا رہا کہ یہاں اس کی موجودگی کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟

"کیا تم ہوش میں ہو۔" پشت سے آواز آئی۔ بڑی گونج دار اور پُروقار آواز تھی۔

"ہوں۔" جوزف بھی غرّایا۔

"میرے سوالات کے جواب دے سکو گے؟"

"سوالات پر مبنی ہے۔"

"ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔"

"کیا یہ سوال ہے؟" جوزف غرّایا۔

"ہم تمہارے اور تم سے تعلق رکھنے والوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔"

"اس جملے میں بھی مجھے کہیں سوال نظر نہیں آتا۔" جوزف کا لہجہ زہریلا تھا لیکن اس بار اس نے پُشت سے بولنے والے کی آواز نہ سُنی کمرے کی فضا پر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا تھا اور اب وہائٹ ہارس کی بوتل بھی اس کی دسترس سے باہر تھی بہرحال جتنی بھی حلق سے نیچے اُتر چکی تھی۔ فی الحال ذہن کو جگائے رکھنے کے لیے کافی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا کمرہ کیا اسے ہال کہنا چاہیئے لیکن اس کے اور ایک میز اور ایک کرسی کے علاوہ وہاں فرنیچر کے قسم کی اور کوئی چیز موجود نہیں تھی البتہ سامنے والے گوشے میں ریفریجریٹر ٹائپ کی کوئی مشین رکھی نظر آئی۔ اس سے اسپرنگ کی شکل کا ایک تار نکل کر مخالف سمت والی دیوار تک چلا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی اسپرنگ کو کھینچ کر پھیلا دیا گیا ہو۔ اسپرنگ کے بلوں کا قطر کم از کم چھ انچ رہا ہوگا۔

دفعتہً کسی جانب سے ایک بڑی سی بکری ہال میں گھس آئی اس کے پیچھے ایک آدمی بھی آیا تھا یہ مقامی ہی تھا جیسے وہی اس بکری کو گھیر کر یہاں تک لایا ہو۔ بکری کے کان پکڑ کر کھینچتا ہوا اسے اس جگہ تک لے گیا جہاں اسپرنگ کے دوسرے سرے کو دیوار کے ایک ہک سے منسلک کر دیا گیا تھا۔

آنے والے نے اسپرنگ کا سرا دیوار کے ہک سے نکال کر بکری کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے سے لگا دیا۔

"کیا کر رہا ہے یہ۔" جوزف آہستہ سے بڑبڑایا۔ اس نے دیکھا کہ بکری کے پیر لکڑی کے شکنجے میں اس طرح کس دیے گئے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتی تھی پھر وہ آدمی بھی وہاں سے چلا گیا۔ جوزف الجھن میں پڑ گیا تھا اور اس الجھن کی وجہ سے وہ غصہ بھی جاتا رہا جو کچھ دیر پہلے کی گفتگو پر آیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہ سب مسخرے ہیں۔ وہ سوچتا رہا اسے اس جال میں پھانسنے کے لیے ایک عورت نے اس مرد کی پٹائی کی تھی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک پہنچا تھا اور اب یہ بکری لیکن کیوں؟ اس میں حیرت کی کیا بات ہے ہو سکتا ہے یہ موڈرن بکری اسی طرح باندھی جاتی ہو۔ اونہہ جہنم میں جائے اسے کیا؟ وہ خود تو بندھا بیٹھا ہے۔ پتا نہیں دوسرا لمحہ اس کے لیے کیا لائے لہٰذا اسے بکری کی بجائے اپنے باس کے بارے میں سوچنا چاہیئے۔ باس بے حد عقلمند ہے اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ کسی بھی حال میں باہر نہ نکلے لیکن بالآخر وہ اس بچھو کے جال میں پھنس گیا۔ وہ مردود شاید جانتا تھا کہ بے وقوف جوزف دوربین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا ہے لہٰذا اس نے جان بوجھ کر اپنا وہ منحوس داغ دکھایا اور بے وقوف جوزف، خدا اسے معاف کرے اس کے پیچھے دوڑ پڑا لیکن بچھو، خدا کی پناہ۔ یہ بچھو آیا کہاں سے تھا۔

"ہولی فادر۔" اس کی زبان سے بے ساختہ بہ آوازِ بلند نکلا۔

"کس بات پر حیرت ہے؟" نشست سے آواز آئی۔

"ارے تو کیا اب تم میرے پیٹ میں گھسنے کی کوشش کرو گے۔" جوزف نے جھلّا کر کہا لیکن اس کے جواب میں اس نے کچھ نہ سنا پھر پہلے ہی کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔ بکری بھی خاموش کھڑی تھی وہ تو اس درجہ ساکت تھی کہ جگالی بھی نہیں کر رہی تھی چونکہ جوزف کو پھر غصہ آ گیا تھا اس لیے اس کا جی چاہا کہ وہ خود ہی جگالی شروع کر دے کمبختوں نے خواہ مخواہ باندھ رکھا ہے پتا نہیں کیا چاہتے ہیں۔

دفعتہً ایک عجیب قسم کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ یہ اسی ریفریجریٹر ٹائپ کی مشین سے آرہی تھی جس سے اسپرنگ کی شکل کا تار نکل کر بکری کے پٹے تک گیا تھا پھر اسپرنگ کے ریفریجریٹر سے منسلکہ سرے سے ایک شعلہ سا لپکا اور اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ عجیب سا شعلہ تھا۔ جب اسپرنگ کے کسی بل کے اوپری حصے پر پہنچتا تو اس کی رنگت تبدیل ہو جاتی پھر جب دوسری طرف نیچے اترنے لگتا تو پھر رنگت بدلتی اور سامنے کے موڑ تک آتے آتے وہ تیسری رنگت اختیار کر لیتا۔ اس طرح وہ کبھی سرخ ہو جاتا، کبھی سبز اور کبھی گہرا نیلا تین رنگوں کا یہ شعلہ اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بکری کی جانب بڑھتا رہا۔

کچھ دیر تک جوزف حیرت سے مُنہ پھاڑے اسے دیکھتا رہا تھا پھر ذہن پر جمی ہوئی برف پگھلی تھی اور دفعتہً اس نے محسوس کیا تھا کہ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی ہے۔ یہ دھمکی ہے سو فیصد دھمکی۔ اس نے سوچا کہ یہ لوگ اسے خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس بکری کو مار ڈالیں گے۔ شعلہ تین چوتھائی فاصلہ طے کر چکا تھا۔ اس میں تقریباً پندرہ منٹ لگے تھے پھر بیسویں منٹ پر کیا ہوگا؟ جوزف مضطربانہ انداز میں منتظر تھا۔

بیسواں منٹ شعلے کی راہ میں حائل ہوا ہی تھا کہ تیز قسم کی روشنی کے جھماکے سے جوزف کی آنکھیں چندھیا گئیں اور جب نظر ٹھہری تو بکری کی جگہ راکھ کا ڈھیر دکھائی دیا۔

⁂

بلیک زیرو کے توسط سے پل پل بھر کی خبریں عمران تک پہنچتی رہی تھیں۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جوزف پر سختیاں کی جا رہی ہوں گی۔ ساتھ ہی اس پر بھی یقین تھا کہ وہ اسے جان سے نہیں مار سکتے تھے۔ اس طرح جال میں پھانسنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جوزف سے اس کا پتا معلوم کریں گے کیونکہ گھر سے فرار ہوتے وقت جوزف ہی نے گاڑی ڈرائیو کی تھی۔ اُنھیں یقین ہے کہ جوزف اس کی کمین گاہ سے واقف ہے۔ بیچارہ جوزف وہ اس سے انکار کرے گا اور وہ یقین نہ کریں گے۔ بہرحال انھیں اسے زندہ رکھنا ہی پڑے گا۔ البتہ بڑی سخت اذیتیں دیں گے کہ وہ کسی طرح اُگل دے۔

شام تک ایسی کوئی اطلاع نہ ملی جس کے مطابق داراب منزل میں کسی نے قدم رکھا ہو یا کوئی باہر آیا ہو کمپاؤنڈ کا پھاٹک۔ جوزف کے داخل ہونے کے بعد سے اب تک بند ہی رہا تھا۔

عمران عمارت کے بیرونی نقشے کا کئی بار جائزہ لے چکا تھا سرِ شام ہوٹل سے نکلا کچھ دیر شہر میں مٹرگشت کرتا پھرا اور پھر

ایک پبلک ٹیلی فون کے ذریعے بلیک زیرو سے آخری رپورٹ لے کر داراب منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ عمارت کے سامنے والی سڑک پر کسی قدر ٹریفک تھا لیکن عقبی شاہراہ سنسان پڑی تھی اور اس سڑک کے دوسرے کنارے سے کچھ ہی فاصلے پر کھیتوں کے سلسلے دُور تک پھیلے ہوئے تھے ادھر عمارتیں نہیں تھیں۔ داراب منزل کے قریب کے کچھ درختوں نے عمارت کی عقبی دیوار کو تقریباً گھیر رکھا تھا لیکن کسی درخت کی شاخ عمارت سے اتنی قریب نہیں تھی کہ اس کے سہارے چھت پر پہنچنا ممکن ہوتا۔ عمارت دو منزلہ تھی اور زمین سے آخری چھت تک کا فاصلہ کم از کم پچاس فٹ ضرور رہا ہوگا۔

عمران نے کوٹ اُتار کر ایک طرف ڈال دیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا دیوار کے قریب پہنچا۔ کئی کھڑکیاں اس جانب بھی کھلتی تھیں۔ بعض کے شیشے روشن نظر آئے۔ وہ روشنی کی زد سے بچتا ہوا آیا تھا۔ چند لمحے دیوار سے لگا کھڑا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا اور بالآخر گندے پانی کے ایک پائپ پر نظر پڑ ہی گئی اندازہ یہی تھا کہ وہ آخری چھت تک گیا ہوگا پھر اس کے قریب پہنچ کر تصدیق بھی ہو گئی۔ جوتے اتار کر جیبوں میں ٹھونسے اور پائپ کے سہارے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اس لیے دُور سے دیکھ لیے جانے کا اندیشہ بھی کم ہی تھا پلک جھپکتے ہی وہ آخری چھت پر نظر آیا۔ پائپوں کے سہارے چھتوں پر پہنچنے کے سلسلے میں وہ ایسی ہی مہارت دکھاتا جیسے بندروں میں پل کر جوان ہوا ہو۔

*

جوزف نے اسی آدمی کو راکھ کا وہ ڈھیر وہاں سے ہٹاتے دیکھا جو بکری کو گھیر کر لایا تھا۔ اسپرنگ اچھل کر مشین کے قریب جا پڑا تھا۔ راکھ کا ڈھیر ہٹا دینے کے بعد اس نے اس اسپرنگ کو مشین سے الگ کر کے ایک طرف ڈال دیا۔ چند لمحے مشین کا جائزہ لیتا رہا پھر دوسرا اسپرنگ جو مشین کے اوپری حصے پر رکھا ہوا تھا اُٹھا کر مشین کے کسی پرزے سے منسلک کر کے اسے کھینچتا ہوا مخالف سمت والی دیوار تک لایا۔ جوزف نے دیکھا کہ وہ اسے دیوار کی ہک سے اٹکا رہا ہے۔

دفعتہً پیچھے سے کسی نے اس کی کرسی کو دھکا دیا اور وہ پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی اب جوزف نے محسوس کیا کہ کرسی کے پایوں میں چھوٹے چھوٹے پہیے لگے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھا تھا کہ اب کرسی پھر دھکیلی جائے گی۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اسے بھی وہیں پہنچا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں بکری راکھ ہو گئی تھی۔ وہ دوسرے دھکے کا منتظر ہی تھا کہ دفعتہً اس کے اِدھر اُدھر جھولتے ہوئے ہاتھ پکڑ لیے گئے اور پُشت پر لے جا کر انہیں بھی باندھ دیا گیا! غفلت میں مارا گیا۔ شاید وہ اپنے ہاتھوں کو آزاد رکھنے کے لیے پوری قوت صرف کر دیتا۔

بہرحال کرسی وہیں پہنچا دی گئی جہاں کچھ دیر پہلے بکری راکھ ہوئی تھی۔

"نیگرو" دفعتہً کسی نے اسے مخاطب کیا۔ "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو تم کچھ دیر پہلے اس بکری کا دیکھ چکے ہو۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس بار بھی اُسے بولنے والا نظر نہیں آیا تھا۔ ہال میں دیسی آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس نے مشین دوبارہ چلائی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور دیوار کے ہک سے اسپرنگ کا سرا نکال کر جوزف کے کالر سے اٹکایا اور جوزف بالکل اس بکری ہی کی طرح ان واقعات سے بے تعلق نظر آتا رہا اس کے چہرے پر ایسی ہی معصومیت تھی جیسے وہ اپنی شادی کی رسومات سے دوچار ہو رہا ہو۔

"جوزف" وہی آواز پھر ہال میں گونجی اور جوزف چونک پڑا! لیکن اس نے بھی زبان نہیں ہلائی۔

"جوزف" آواز پھر سنائی دی جو کسی درندے کی غراہٹ سے مشابہ تھی جوزف نے بے پروائی سے کہا۔

"میں صرف اُنھیں جواب دینے کا عادی ہوں جو مردوں کی طرح سامنے آ کر بات کریں۔"

حقارت آمیز قہقہے کے ساتھ کہا گیا "میں سامنے آؤں بھی تو کیا۔ تم تو بے بس ہو۔"

جوزف غرّایا "تم میری زبان کاٹ دو لیکن میری آنکھوں میں اپنے لیے ایک گندی سی گالی پاؤ گے۔"

"اس کے باوجود بھی تمہاری جاں بخشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ تم عمران کا پتا بتا دو۔"

"میں نہیں جانتا اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس سے لاعلم رکھا ورنہ ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں بتا ہی دیتا۔ زندگی کسے پیاری نہیں ہوتی۔"

"تم جھوٹے ہو۔"

"تم خبیث ہو۔" جوزف دانت پیس کر بولا۔

"اچھا یہی بتا دو کیا وہ پولیس کے لیے کام کر رہا ہے؟"

"مرضی کے مالک ہیں جس کے لیے چاہیں کام کریں۔"

"ہاں یا نہیں میں جواب دو۔"

"میں نہیں جانتا۔ میری اتنی اہمیت نہیں ہے کہ وہ اپنی مشغولیات سے مجھے باخبر رکھیں۔"

"اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں؟"

"تم اب اپنی بکواس بند کرو۔" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ میرے باس ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" آواز آئی۔ "تمہیں فی الحال صرف اتنا بتانا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟" جملہ پورا ہوتے ہی اسپرنگ کے مشین والے سرے سے شعلہ بھڑکا اور آہستہ آہستہ جوزف کی طرف رینگنے لگا۔

"میں کچھ نہیں جانتا!" جوزف حلق پھاڑ کر چیخا لیکن اس نے پھر وہ آواز نہ سُنی۔ شعلہ آہستہ آہستہ اسپرنگ کے بلوں میں چکراتا اس کی جانب بڑھتا رہا۔ پھر دفعتہً پورے ہال میں اندھیرا چھا گیا بجلی کے بلب اچانک بجھ گئے تھے۔ شعلہ بھی جہاں تھا وہیں غائب ہو گیا اور اندھیرے میں پھر وہی آواز گونجی۔

"یہ کیا ہوا؟ دیکھو؟ خطرہ ہے ہوشیار۔۔۔"

پھر جوزف نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں شاید ایک فائر بھی ہوا تھا لیکن آواز اتنی ہلکی تھی کہ جوزف کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا اس کی دانست میں وہ فائر بھی ہو سکتا تھا اور اس کے برعکس بھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ہال میں پھر روشنی ہو گئی اور ایک دروازے میں عمران نظر آیا جو اس دیسی آدمی کو دھکے دیتا ہوا اندر لا رہا تھا جس نے جوزف کے کالر میں اسپرنگ کا سرا اٹکایا تھا۔

جوزف کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلیں۔ پتا نہیں یہ حیرت کا اظہار تھا یا خوشی کا۔ بہرحال اب اسے اس کی پروا نہیں تھی کہ روشنی ہوتے ہی وہ ہلاکت آفرین شعلہ دوبارہ اسپرنگ کے بلوں میں رینگنے لگا ہے۔

عمران دیسی آدمی کو مشین کی طرف دھکیلتا ہوا غرّایا۔ "اسے بند کرو۔" اس نے بے چوں و چرا تعمیل کی اور اس کے بعد جوزف کے کالر سے اسپرنگ کا سرا بھی نکال دیا۔ عمران نے اسی سے جوزف کی رسّیاں بھی کھلوائیں۔

"ب۔۔۔ باس۔۔۔" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی اور وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"تجھ سے تو میں سمجھوں گا۔" عمران اسے گھونسا دکھا کر بولا۔

جوزف نے دانت نکال دیے کچھ بولا نہیں۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں تُو نے کسی کی پیشانی پر بچھو دیکھ لیا ہوگا۔"

"خدا کی قسم باس۔۔۔ تم کیا جانو۔"

"اسے انھی رسّیوں سے جکڑ دو۔" عمران نے دیسی کی طرف اشارہ کیا۔ جوزف نے اسے انھیں رسّیوں سے نہ صرف جکڑ دیا بلکہ اسی کرسی پر ڈال کر دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"کدھر؟" عمران نے ہاتھ نچا کر پوچھا۔

"کیا اسے یہیں چھوڑ جائیں گے باس؟" جوزف نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ٹھیک ہے چلو۔"

پھر عمران اس کی رہنمائی کرتا ہوا اسے ایک ایسے کمرے میں لایا جہاں تین نقاب پوش کھڑے اس سفید فام جوڑے کی نگرانی کر رہے تھے جس نے جوزف کو اس جال میں پھنسایا تھا۔ جوزف نے دیکھا کہ اس کی پیشانی پر جہاں داغ تھا پٹی بندھی ہوئی ہے۔

"یہی تھا باس۔" جوزف ہاتھ ہلا کر بولا۔ "اس پٹی کے نیچے وہ منحوس بچھو موجود ہے۔"

"پٹی کھول دو۔" عمران نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

غیر ملکی نے مزاحمت نہ کی پٹی کھول دی گئی۔ مزاحمت نہ کر سکنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ پہلے ہی پُشت پر لے جا کر باندھ دیے گئے۔ عورت کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا تھا۔ عمران جھک کر غیر ملکی کی پیشانی کا وہ داغ دیکھتا رہا ایک بار انگوٹھے کو لب لگا کر اسے مٹانے کی بھی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ داغ قدرتی ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"پروفیسر ویلاق سے تمہارا کیا تعلق ہے؟" عمران نے غیر ملکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"یہ اسی کُتّے کا کارنامہ ہے۔" غیر ملکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ داغ؟"

"ہاں یہ داغ۔"

"بہرحال یہ بھی کسی نہ کسی تعلق ہی کی بناء پر ہوا ہوگا!"

دفعتہً ایک اور نقاب پوش کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

"گاڑی ایک کمپاؤنڈ میں آ کر رُکی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا "تم سب احتیاطی تدبیر نمبر گیارہ پر عمل کر دو گے۔"

پھر عمران اور وہ نقاب پوش ساتھ ہی کمرے سے باہر

نکل گئے تھے جوزف ان تین نقاب پوشوں اور قیدیوں سمیت وہیں ٹھہرا رہا۔

ایک نقاب پوش نے ریوالور نکال کر اس کا رُخ قیدیوں کی طرف کرتے ہوئے کہا "اگر کسی کے منہ سے ہلکی سی بھی آواز نکلی تو بے دریغ گولی مار دی جائے گی۔" پھر دوسرے نقاب پوش نے ہاتھ بڑھا کر بجلی کا سوئچ آف کر دیا۔ اب کمرے میں گہری تاریکی تھی اور وہ سب ایک دوسرے کی سانسوں کی آوازیں سُن رہے تھے۔

* * *

عمران برآمدے کے ستون کی اوٹ میں تھا۔ اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی گاڑی سے ایک آدمی کو اُترتے دیکھا۔ یہ بھی سفید فام ہی تھا برآمدے کی روشنی گاڑی پر پوری طرح پڑ رہی تھی اس لیے یہ معلوم کر لینے میں دشواری نہ ہوئی کہ گاڑی میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

عمران نے جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کا دستہ مضبوطی سے گرفت میں لے لیا تھا جیسے ہی نووارد نے برآمدے کے پہلے زینے پر قدم رکھا ریوالور جیب سے نکل آیا۔ "ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" اس کے برآمدے میں داخل ہوتے ہی عمران غرایا۔ نووارد اُچھل پڑا۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا تھا پھر چپ چاپ ہاتھ اوپر اُٹھا دیے۔

"اندر چلو۔۔۔ مُڑ کر دیکھے بغیر۔" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ وہ اسی طرح ہاتھ اُٹھائے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا "چلتے رہو۔۔۔ ہوں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ اب۔۔۔ یہیں ٹھہر جاؤ۔" خود عمران نے بھی رُک کر مخصوص انداز میں بہ آواز بلند کہا "روشنی"، اور پھر جب وہ نووارد کو اس کمرے میں لے گیا تو وہاں اندھیرا نہیں تھا۔

"اسے بھی سنبھالو۔" عمران نے نقاب پوشوں کو مخاطب کیا۔ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" نووارد بالآخر چیخا۔ "ابھی تک تو میں سمجھ رہا تھا کہ ڈاکٹر مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔"

"خبردار ڈاکٹر کا نام نہ لینا۔" دیسی آدمی غصیلی آواز میں دہاڑا۔ "تم سب بدمعاش ہو۔ یہ بات اب سمجھ میں آئی ہے۔"

"میں مطمئن ہوں۔" عمران مسکرایا۔

جوزف احمقوں کی طرح منہ پھاڑے ہوئے ہر بولنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتا تھوڑی ہی سی دیر میں نووارد کے ہاتھ بھی پُشت پر باندھ دیے گئے۔

"کیوں نہ ہم یہاں سے فوراً روانہ ہو جائیں۔" ایک نقاب پوش بولا۔

"نہیں۔" عمران کے لہجے میں تحکم تھا۔ "بمشکل تمام یہ موقع ہاتھ آیا ہے۔" نقاب پوش نے پھر کچھ کہنا چاہا لیکن دوسرے نقاب پوش نے آہستہ سے کچھ کہہ کر اُسے باز رکھا۔

"کیا تم اس عمارت کے نگران ہو؟" عمران نے دیسی قیدی سے پوچھا۔

"میں اس عمارت کا نگران بھی ہوں اور ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ بھی، یہ آدمی خود کو ڈاکٹر کا قریبی دوست ظاہر کر کے یہاں آیا تھا۔" دیسی آدمی خاموش ہو کر اس غیر ملکی کو گھورنے لگا جس کی پیشانی پر بچھو نما داغ تھا۔

"اچھا تو پھر۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اس نے ظاہر کیا کہ یہ ڈاکٹر سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کی عدم موجودگی پر اسے افسوس ہوا۔ دراصل یہ ڈاکٹر سے ایک معاملے میں مدد کا خواہاں تھا۔ اس نے یہی کہا تھا مجھ سے۔"

"کس معاملہ میں مدد کا خواہاں تھا۔"

"اپنی بنائی ہوئی ایک مشین کا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بیان کے مطابق اس نے وہ مشین ڈاکٹر ہی کے لیے بنائی تھی اس سے پہلے بھی اکثر غیر ملکی ڈاکٹر اور موجدین ڈاکٹر داراب سے ملنے آتے رہتے تھے۔ اس لیے مجھے کسی قسم کا شبہ نہ ہوا میں نے اُسے اجازت دے دی۔ یہ اپنی بیوی اور ساز و سامان سمیت یہاں آ گیا مشین آپ دیکھ چکے ہیں۔ آج سے قبل میں اس کے استعمال سے واقف نہ تھا۔ آج ہی اس نے مجھے آپریٹ کرنے کی ٹریننگ دی تھی۔ مجھ سے کہا تھا کہ یہ مشین نظامِ ہضم کو بہتر بنانے میں مدد دے گی۔ تجربہ کے لیے ایک بکری فراہم کی گئی تھی۔ دن بھر اسے ایسی دوائیں دی گئیں جنھوں نے اس کا نظامِ ہضم تباہ کر کے رکھ دیا۔ اس مردود کا کہنا تھا کہ وہ اس مشین کے ذریعے اُسے اعتدال پر لے آئے گا۔ لیکن میرے خدا۔۔۔ وہ تو راکھ ہو گئی اور پھر یہ آدمی۔۔۔"

وہ جوزف پر نظر جمائے خاموش ہو گیا۔

"کیوں کیا تم نہیں جانتے تھے کہ اسے زبردستی یہاں لایا گیا تھا۔" عمران نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں جناب میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ یہ کہاں سے آ ٹپکا تھا۔ اس نے تو مجھے صبح ہی بکری کی فراہمی

کے لیے باہر بھیج دیا تھا۔ یقین کیجیے بس تھوڑی دیر پہلے مجھے علم ہوا تھا کہ یہاں ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ نیگرو کب یہاں لایا گیا۔ بکری کے بھسم ہو جانے کے بعد ہی مجھے کسی بہت بڑے خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ویسے اس آدمی کو کرسی پر بندھا دیکھ کر بھی میں سوچ میں پڑ گیا تھا لیکن اس مردود کے خطرناک تیور دیکھ کر خاموش ہی رہ جانا پڑا۔"

اس کے خاموش ہو جانے پر عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس سفید فام کی طرف مڑا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔

"میری طرف کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نہیں جانتا کہ یہ اپنی زبان میں کیا کہتا رہا ہے۔" سفید فام بولا

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا رہا ہے۔ خیر۔ ہاں تو میں نے تم سے پروفیسر ویلانی کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"میں اس سے اختلاجِ قلب کی دوا لینے گیا تھا واپسی پر داغ پیشانی پر دیکھا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔" عمران نے نقاب پوش کی طرف مُڑ کر کہا "انھیں یہاں سے لے ہی چلنا چاہیے۔"

"آپ لوگ کون ہیں؟" ڈاکٹر داراب کے مبینہ اسسٹنٹ نے پوچھا۔

"کیا تم ان لوگوں کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟" عمران نے غیر ملکیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ قطعی کچھ نہیں جانتا۔۔۔"

"لہٰذا ہمارے بارے میں بھی معلوم کر کے کیا کرو گے۔ ویسے چلنا تو تمہیں بھی ہے ہمارے ساتھ۔"

"میں اس عمارت کو نہیں چھوڑ سکوں گا یہ میری ذمہ داری ہے۔"

"میں تم سے بھی زیادہ ذمہ دار آدمی ہوں۔ لہٰذا تمہیں اس کی حفاظت کی فکر نہ ہونی چاہیے۔"

ڈاکٹر کا اسسٹنٹ اب بھی استفہامیہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"ان سبھوں کی تلاشی لے چکے ہو۔" عمران نے نقاب پوشوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی ہاں۔" ایک نے جواب دیا۔

"تو اب اس کی بھی جامہ تلاشی لے ڈالو۔" عمران نے نووارد غیر ملکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کے پاس سے ایک پرس، ایک قلم اور جیبی ٹرانسسٹر ریڈیو سیٹ برآمد ہوا۔ پرس میں ایک سو بیالیس روپے اور کچھ وزیٹنگ کارڈ تھے۔ عمران ٹرانسسٹر ریڈیو کو اُلٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ دفعتہً ایک جانب سے اس کی ایک دیوار ہو پر سرک گئی۔ یہ غالباً کسی بٹن کے دبنے سے ہوا تھا۔

"اوہ۔" عمران کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی اور آنکھیں ایسے ہی انداز میں روشن نظر آنے لگی تھیں جیسے کسی مشکل مسئلے کا حل اچانک سامنے آگیا ہو۔

"تم اسے خراب کر دو گے۔" نووارد غرایا۔ "میں کہتا ہوں یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے میں اپنے سفارت خانے۔۔۔"

"بس، بس۔" عمران ہاتھ اُٹھا کر بولا۔ "تمہارے سفارت خانے کی اجازت ہی سے تمہیں جہنم رسید کروں گا۔ مطمئن رہو۔" اس نے وہ ٹرانسسٹر ریڈیو اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"تم کوئی بھی ہو۔ تمہیں پچھتانا پڑے گا۔" نووارد دانت پیس کر بولا۔

"میں عمران ہوں جس کے لیے تم لوگوں نے اس بیچارے کو گھیرا تھا۔" اس نے جوزف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"عمران۔" نووارد کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

"اور تم مجھے پہچانتے ہی تھے۔" عمران اس غیر ملکی کی طرف دیکھ کر مسکرایا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔

"میں نہیں جانتا تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟"

"جو کچھ چاہتا ہوں تم دیکھ ہی لو گے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور نقاب پوشوں سے بولا۔ "ان سبھوں کو وہیں لے چلو جہاں مشین رکھی ہوئی ہے۔"

"ک۔۔۔ کیوں؟" کژدم نما داغ رکھنے والا اجنبی ہکلایا۔

"اب میں بھی ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"نن۔۔۔ نہیں۔۔۔" وہ بے حد خوف زدہ نظر آنے لگا تھا پھر جب اسے وہاں سے لے جانے لگا تو اس نے ہذیانی انداز میں چیخنا بھی شروع کر دیا تھا۔

جوزف اور ڈاکٹر داراب کا نائب بے تحاشا ہنس رہے تھے۔

ہال میں پہنچ کر ڈاکٹر داراب کے نائب کو کرسی سے اٹھا دیا گیا اس کے ہاتھ پیر بھی کھول دیے گئے اور اس کی جگہ اس سفید فام کو بٹھا کر رسی سے کس دیا گیا کرسی دیوار کے ساتھ اسی جگہ لے جائی گئی جہاں کچھ دیر پہلے جوزف نظر آ رہا تھا۔

عمران کی ہدایت پر داراب کے اسسٹنٹ نے اسپرنگ کا سرا غیر ملکی کے کالر سے اٹکا دیا۔

"اب مشین کو چلاؤ" عمران گرج کر بولا۔

غیر ملکی گھگھیا رہا تھا لیکن عمران پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ مشین چلتے ہی اسپرنگ پر اسی جگہ پھر شعلہ نظر آیا جہاں سے پہلے گل ہوا تھا۔

"اب بتاؤ۔ لونیل ڈیوڈ کہاں ہے؟" عمران نے قیدی سے پوچھا۔

"اگر تم عمران ہو" وہ جلدی جلدی بولنے لگا "تو وہ دو آدمیوں کے ساتھ تمہارا تعاقب کرتا ہوا غائب ہو گیا تھا"

"کیا تم ان آٹھ آدمیوں میں سے ہو جو فرینڈز آف براڈ کے ممبر تھے"

"ہاں۔ میں تھا اور وہ بھی جو تمہارے قریب کھڑا ہے۔ خدا کے لیے مشین بند کرا دو"

"ڈاکٹر ویلانی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ مجھے ہدایت ملی تھی کہ ڈاکٹر ویلانی کی سکریٹری سے تمہارے متعلق پوچھ گچھ کروں۔ پھر کسی کی ہدایت ہی پر دوبارہ ایک کہانی لے کر اس کے پاس گیا تھا اور یہ داغ پیشانی پر لے کر وہاں سے واپس آیا تھا جو کسی طرح بھی نہ مٹ سکا"

"کیا تمہیں ہدایت ملی تھی کہ جوزف کو وہ داغ دکھا کر اپنے ساتھ لگا لاؤ"

"ہاں یہی بات تھی"

"ہدایات کس سے ملتی ہیں؟"

"کاش میں جانتا ہوتا"

"طریقہ کیا ہوتا ہے؟"

"بہتیرے طریقے ہیں۔ کبھی کوئی اجنبی پیغامات لاتا ہے اور کبھی ٹرانسمیٹر پر کبھی کرپٹوگرافی کے ذریعے۔۔۔ تم اگر چاہو تو میں تمہیں اپنی کرپٹوگرافی کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں"

"اس بہانے زندہ رہنا چاہتے ہو۔ کیوں؟" عمران نے کہا اور ڈاکٹر داراب کے نائب سے کہا کہ وہ مشین بند کر دے۔ سہ رنگا شعلہ قیدی سے صرف ایک گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ مشین بند ہوتے ہی وہ بجھ گیا۔

"مجھے توقع ہے کہ تم اپنے بقیہ پانچ ساتھیوں کا پتا نشان ضرور بتاؤ گے"

"یقیناً بتا دوں گا"

"یہ عورت تمہاری بیوی ہے"

"نہیں" سفید فام نے کہا اور دفعتاً حلق پھاڑ کر چیخا "اے۔۔۔ وہ سرخ روشنی۔۔۔ ہرا سوئچ آف کر دو۔۔۔ آف کر دو"

لہجے میں کچھ ایسی بوکھلاہٹ تھی کہ عمران کو کسی قریبی خطرے کا احساس ہوا اور وہ دروازے کی طرف جھپٹا۔ اس کے ساتھ وہ نقاب پوش اور جوزف بھی کچھ اسی طرح بھڑکے تھے۔

دفعتاً ایک زوردار دھماکا ہوا پھر کسی کو ہوش نہ تھا کہ کون کدھر گیا۔ عمران اندھیرے میں سر ٹکراتا پھر رہا تھا۔ عجیب سی گھٹن تھی پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ دھواں ہی ہو سکتا ہے۔ آنکھیں جلنے لگی تھیں اور حلق بند ہوتا جا رہا تھا۔

"جوزف۔۔" وہ پوری قوت سے چیخا۔

"ہاں۔ باس" دور سے آواز آئی "آگ لگ گئی ہے۔ باہر نکلو — ادھر ہی چلے — آؤ سب — یہاں — دیوار بھی ٹوٹ گئی ہے۔ میں آسمان دیکھ رہا ہوں"

"بولتے رہو۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔۔ تمہارے ساتھ اور کون ہے؟"

"وہ تینوں باہر کود گئے ہیں۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جلدی سے آ جاؤ"

بالآخر عمران اس تک پہنچ ہی گیا۔ یہاں تاروں کی چھاؤں میں اس نے ملبے کا ڈھیر دیکھا۔ دوسری طرف پائیں باغ نظر آ رہا تھا۔

"صفدر۔۔۔" اس نے غالباً چوتھے نقاب پوش کو آواز دی جو باہر ہی رک کر عمارت کی نگرانی کرتا رہا تھا۔

"ہاں۔۔۔ وہ موجود ہے" باہر سے آواز آئی "جلدی کیجئے"

دوسرے ہی لمحے میں عمران اور جوزف بھی ٹوٹی ہوئی دیوار پھلانگ کر پائیں باغ میں پہنچ گئے۔

پوری عمارت نہیں گری تھی کچھ حصے منہدم ہوئے تھے اور اس کے اوپر دھوئیں اور غبار کے کثیف بادلوں میں آگ کی بڑی بڑی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔

"نکل چلو۔۔" عمران پھاٹک کی طرف جھپٹتا ہوا بولا "تم سب اپنی گاڑیوں سے جاؤ۔ جوزف بھی تمہارے ہی ساتھ جائے گا۔ میں عمارت کی پشت پر اپنا اوورکوٹ چھوڑ آیا ہوں"

وہ پھاٹک سے نکل کر عقبی سڑک کی طرف بھاگا۔ ہر چند کہ یہاں گھنی آبادی نہیں تھی لیکن لوگ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی صورت میں عمارت کی طرف دوڑے آ رہے تھے۔

عمران نے عمارت کی پشت پر پہنچ کر اوورکوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر خود بھی کوشش کرنے لگا کہ عمارت کے سامنے والی بھیڑ میں شامل ہو جائے اسے یقین تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک آدھ اس بستی سے بھی تعلق رکھتا ہوگا ورنہ اس کام کے لیے خصوصیت سے اسی عمارت کو کیوں استعمال کیا جاتا۔

لوگ چیخ رہے تھے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔ طرح طرح کی

تجویزیں پیش کی جا رہی تھیں۔ شہری دفاع کے عملے کے لوگ آگ بجھانے کی تدبیریں عمل میں لا رہے تھے۔

عمران کو توقع نہ تھی کہ اندر رہ جانے والوں میں سے کوئی زندہ بچا ہو۔ اگر وہ اور اس کے ساتھی خطرے کا احساس ہوتے ہی بروقت مشین کے پاس سے ہٹ نہ گئے ہوتے تو شاید اس وقت ان کی لاشیں بھی ملبے کے ڈھیر میں دبی پڑی ہوتیں۔

وہ بھیڑ میں ایک۔ ایک کو قریب سے دیکھتا پھر رہا تھا کہ اچانک دو سفید فام غیر ملکی نظر آئے۔ انھوں نے گرم سلیپنگ گاؤن پہن رکھے تھے۔ عمران چپ چاپ ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ یہ یقیناً قریب ہی کی کسی عمارت سے آئے تھے سلیپنگ گاؤن میں ہونا اس بات پر دلالت کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا؟" ان میں سے ایک مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ اب خاموشی سے دیکھتے رہو"

"ہم کیوں نہ اندر جا کر دیکھیں۔ شیپرڈ اور یونی میں سے کوئی بھی کسی کے ہاتھ لگ گیا تو اچھا نہ ہوگا"

"میں خطرہ نہیں مول لے سکتا بس دیکھتے رہو"

"لیکن یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ شیپرڈ نے اس کا غلط استعمال کیا ہوگا"

"سب کچھ ممکن ہے" دوسرے نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"پھر ہم کیا کریں"

"بس دیکھتے رہو۔۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ ہوا اور ان کے ہاتھ لگ جائے تو پھر بچاؤ کی کیا تدبیر کریں گے۔ یہاں سے بھی بھاگنا پڑے گا"

"آہستہ بولو"

دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ تقریباً دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پا لیا گیا۔ عمران اس دوران میں انہی دونوں کے ساتھ ساتھ رہا تھا۔ وہ اب بھی یہیں موجود تھے۔

ایک بار پھر وہ گفتگو کرنے لگے "مشین آئی کہاں سے تھی۔"

"کسے فرصت ہے کہ ایسی باتوں میں سر کھپاتا پھرے" دوسرا بولا "بس آئی تھی غالباً جہنم ہی سے آئی ہوگی۔ کاش ہم اس آدمی کو پا سکتے جس کی وجہ سے یہ ساری مصیبتیں آئی ہیں"

عمران شرارت آمیز انداز میں مسکرا کر سر ہلانے لگا۔ وہ اب بھی ان کے پیچھے ہی موجود تھا۔

کچھ وقت اور گزرا۔۔۔ پھر "لاش لاش" کا شور اٹھا تھا۔

"میرے خدا۔۔۔" ایک بڑبڑایا "تم یہیں ٹھہرو میں دیکھ کر آتا ہوں"

"میں بھی چل رہا ہوں" دوسرے نے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم اچھے ایکٹر نہیں ہو۔ بے تعلقی ظاہر نہیں کر سکو گے۔ تمہارا یہیں ٹھہرنا مناسب ہے" اس نے کہا اور اپنے ساتھی کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

عمران دوسرے کے پیچھے ہی کھڑا رہا۔ لوگ کئی لاشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے قریب سے گزر رہے تھے۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا کتنا زوردار دھماکا تھا بم کا ہی ہو سکتا ہے"

"بھلا ڈاکٹر داراب کی کوٹھی میں بم کا کیا کام" کسی نے جواباً کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دوسرا غیر ملکی واپس آیا۔ اس کی سانس پھولی ہی تھی اس نے ہانپتے ہوئے کہا "تینوں ختم ہو گئے"

"تینوں کون؟" ساتھی نے پوچھا۔

"شیپرڈ۔ یونی اور فیلڈ"

"فیلڈ۔ فیلڈ کیوں؟ وہ کب تھا وہاں؟ مطلب یہ کہ اس وقت تو اسے وہاں نہ ہونا چاہیے تھا"

"خدا ہی جانے۔۔۔ میرا خیال ہے اب کھسک چلو یہاں سے۔۔۔ ڈاکٹر کا اسسٹنٹ بھی مر گیا"

"اور — وہ نیگرو"

"کوئی پانچویں لاش میں نے وہاں نہیں دیکھی"

پھر وہ بھیڑ سے نکل کر ایک طرف چلنے لگے تھے۔ عمران کافی فاصلے پر ان کا تعاقب کر رہا تھا اس لیے اب اس کا امکان نہیں تھا کہ ان کی مزید گفتگو سن سکتا۔ وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے اس نے انھیں ایک عمارت میں داخل ہوتے دیکھا اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں کہ انھیں پکڑ دھکڑ کر اٹھا لیا جائے یا انھی کے ذریعے دوسروں کا بھی پتا لگایا جائے۔

ان آٹھوں میں سے ایک اس کا قیدی تھا دو ختم ہو چکے تھے۔ دو نظروں میں تھے اب باقی بچے تین۔ انھی دونوں کے ذریعے ان تک بھی رسائی ہو سکے گی لیکن یہ عورت جو ان کے ساتھ ختم ہوئی یہ تو ان آٹھوں میں سے نہیں تھی۔ ڈیوڈ نے آٹھ مردوں کا تذکرہ کیا تھا جن میں وہ خود بھی شامل تھا۔ ان ساتوں کے علاوہ اس نے صرف اس عورت کا تذکرہ کیا تھا جس کی موت کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتے ہوئے خودکشی کر لینے کا ارادہ ظاہر کرتا رہا تھا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جلد از جلد کسی ایسی جگہ پہنچ جانا

چاہتا تھا جہاں سے ٹیکسی کر کے رانا پیلس جا سکے کیونکہ بلیک زیرو اب بھی ڈیوڈ سمیت وہیں موجود تھا۔

پھر شاید بیس منٹ بعد وہ رانا پیلس میں داخل ہو رہا تھا۔ چوکیدار نے پوری طرح اطمینان کیے بغیر کہ وہ عمران ہی ہے پھاٹک نہیں کھولا تھا۔ بلیک زیرو کو اس نے دونوں غیر ملکیوں کے بارے میں بتلاتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کی نگرانی بیس منٹ کے اندر اندر ہی شروع کرا دو۔"

"بہت بہتر۔ میرے پاس بھی آپ کے لیے ایک اطلاع ہے ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ ابھی مرا نہیں ہے اسے اسپتال پہنچا دیا گیا ہے!"

"مرے یا نہ مرے... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... وہ صرف ایک سیاہ فام آدمی کے بارے میں پولیس کو کچھ بتا سکے گا... شہر میں بے شمار نیگرو آباد ہیں۔ خیر تم ڈیوڈ کو یہاں لاؤ!"

"بہت زیادہ پی گیا تھا ہوش میں نہیں ہے!"

"میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم یہاں بار کھول کر بیٹھ جاؤ!"

"بس غلطی ہو گئی۔ وہ کمبخت کھڑکی سے باہر جھانکنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا لیکن اندر ہی اندر پوری عمارت میں چکراتا پھرتا ہے کسی طرح ذخیرے پر نظر پڑ گئی میری لاعلمی میں پیتا رہا ہے!"

"ذخیرے کو تہہ خانے میں منتقل کر دیجیے!" عمران اسے گھونسا دکھا کر بولا "ورنہ...!"

"بہت بہتر ہے۔ اب میں آپ کی ہدایات دوسرے لوگوں تک پہنچا دوں!" بلیک زیرو جلدی سے اٹھتا ہوا بولا۔

"ضرور پہنچا دو۔ واپسی پر میرا ستار بھی اٹھاتے لانا!"

بلیک زیرو مسکراتا ہوا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو سچ مچ اس کے ہاتھ میں ستار تھا۔

"اب تم یہاں بیٹھ کر ستار بجاؤ!" عمران نے اس سے کہا "میں کچھ دیر اپنے کمرے میں آرام کرنا چاہتا ہوں!"

بلیک زیرو منہ دیکھتا رہ گیا۔ وہ سمجھا تھا شاید ستار سے گوبھی کے کھیت برآمد ہوں گے۔

* * *

عمران اسے وہیں چھوڑ کر اس کمرے میں آیا جہاں اپنی رہائش کے دوران میں سویا کرتا تھا۔ دروازہ بند کر کے اوور کوٹ اتارا اور جیب سے وہ ٹرانسمیٹر ریڈیو سیٹ نکالا۔ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اسے کھول ڈالا۔ اس کے میکنزم کو سمجھنے کی کوشش کی۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ مجموعی طور پر معمولی سا ریڈیو بھی ہے ٹرانسمیٹر بھی اور وائر ریکارڈر بھی ہے۔ اس نے اس میں سے دو چھوٹی چھوٹی چرخیاں نکالیں یہ خالی تھیں۔ اب اس نے جیب سے وہی پیکٹ نکالا جو اس سارے فساد کی جڑ تھا۔ پیکٹ سے تار کی لچھی نکالی [illegible] دوسری چرخی میں پھنسا کر دونوں چرخیاں اس جگہ فٹ کر دیں جہاں سے نکالی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ تجربہ ناکام نہیں ہوگا۔ اپنی دانست میں وہ آج ایسا ریکارڈر حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا جس پر وہ تار کارآمد ثابت ہو سکتا۔

اس تار کے سلسلے میں ان لوگوں کی اس اچھل کود نے اس پر نہ صرف اس کی اہمیت کو واضح کر دیا تھا بلکہ اس کی نوعیت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔

فیاض کی کہانی سنتے ہی اس نے سوچا تھا کہ تار ریکارڈ کیا ہوا ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حیثیت نہیں لیکن دانش منزل کے آپریشن روم کے وائر ریکارڈر پر وہ تار بے مصرف ثابت ہوا تھا پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ یقیناً کسی مخصوص بناوٹ کے ریکارڈر ہی پر چل سکے گا۔ لہٰذا آج جب انہیں لوگوں کے پاس سے برآمد ہونے والا ٹرانسمیٹر ریڈیو سیٹ وائر ریکارڈر بھی نکلا تو اس تار کی طرف خیال جانا لازمی تھا۔

اس مختصر سی مشین میں کئی سوئچ تھے عمران انہیں یکے بعد دیگرے آزماتا رہا۔ آخر کار ایک سوئچ کا استعمال ان چرخیوں کو حرکت میں لانے کا موجب بن ہی گیا اور اسپیکر سے آواز آئی...

"اینجل کوڈ... لاسٹ لیٹر... چیف پورٹ۔ پی۔ او۔ این تھری سکس ایٹ فائیو... پرومی نینٹ ڈیلی... پبلسٹی!" پھر خالی تار کی گھر گھر سنائی دیتی رہی۔ چرخیاں چلتی رہیں آخر ایک چرخی خالی ہو گئی اس میں سے تار کا سرا نکل کر دوسری چرخی میں لپٹتا چلا گیا۔

عمران نے سوئچ آف کر کے طویل سانس لی اور پُر معنی انداز میں سر ہلاتا رہا۔ دفعتہً اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر جوزف کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کیے یہ نمبر اسے ادوڈیلائی سے اس ہدایت کے ساتھ ملے تھے کہ عمران اسے رنگ کرے۔

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"ہیلو!"

"ہلو پروفیسر!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"عمران!"

"اوہ۔ ہلو ہاؤ ڈو یو ڈو؟"

"او کے... تھینکس۔ پروفیسر میں جوزف کی ہدایت کے مطابق تمہیں فون کر رہا ہوں!"

"ٹھیک ہے۔ تم نے بروقت رابطہ قائم کیا۔ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے علم کے مطابق آئندہ چوبیس گھنٹے بہت سخت ہیں!"

"چوبیس گھنٹے!"

"بلاشبہ۔ تم موت سے بھی ہمکنار ہو سکتے ہو!"

"یہ تو سچ مچ بُری خبر ہے۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے میں نے جوزف کو موت کے منہ سے بچایا ہے۔ اس کے علاوہ اور سب کچھ غارت ہو گیا!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"تم نے یا تمہاری سکریٹری نے اس سے کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا جس کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ ہے!"

"ہاں... ہاں...!"

"اس نے اسے کہیں دیکھ پایا اور اس کا تعاقب شروع کر دیا پھر سرے سے غائب ہو گیا مجھے اطلاع ملی، میں اس کی تلاش میں نکلا اور بالآخر ڈھونڈ نکالا!"

"پھر کیا ہوا؟"

"کہہ تو رہا ہوں کہ بچھو کے ساتھ ایک عورت اور ایک مرد بھی گئے۔ سب کچھ تباہ ہو گیا۔ اس کی زندگی خطرے میں ہے جسے انہوں نے آلۂ کار بنایا ہے اور بے حیا جوزف اس وقت بھی میرے فلیٹ میں بیٹھا اپنی بوتلوں سے شغل کر رہا ہے!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی!"

"پروفیسر میں بے حد خائف ہوں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کی چیز کس طرح واپس کر کے اپنا پیچھا چھڑاؤں!"

"بس واپس کر دو!"

"کس کو واپس کروں؟ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ملیں گے جو ہاتھ آئے بھی تھے وہ جوزف کی سخت جانی کی وجہ سے ہاتھ سے نکل بھی گئے اور اب میں بیٹھا ہاتھ مل رہا ہوں اب عزت تمہارے ہی ہاتھ ہے!"

"بھلا میں کیا کر سکوں گا؟"

"تم نے اپنی روحانی قوت سے اسے نہ صرف کھینچ بلایا تھا بلکہ [illegible] کے طور پر ایک عدد بچھو بھی عطا کر دیا تھا کیا میرے لیے ایسا نہیں کر سکو گے؟"

"ممکن تو ہے لیکن مجھے اپنی روحانی قوت صرف کرنا پڑے گی اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے یہ سب کچھ شوقیہ نہیں اختیار کیا بلکہ [illegible] بھی یہی ہے لہٰذا ایسی صورت میں تمہیں اس کی قیمت بھی ادا کرنی پڑے گی!"

"میں اس کے بغیر نہیں جاؤں گا"

"میں تیار ہوں... رقم بتاؤ!"

"دو ہزار روپے!"

"جان بچانے کے لیے یہ کچھ بھی نہیں۔ بس اتنا ہوگا کہ مجھے اپنی گاڑی اونے پونے فروخت کر دینی پڑے گی۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں!"

"اچھی بات ہے۔ وہ چیز تم خود ہی مجھ تک پہنچا جاؤ!"

"لیکن تم کیسے یقین کر لو گے کہ یہ وہی چیز ہے!"

"یہاں بھی میرا علم کام آئے گا!"

"اچھا تو سنو۔ وہ تار کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے!"

"میں نہیں سمجھا!"

"تار کا ٹکڑا۔ نہ سونے کا ہے اور نہ چاندی کا لیکن وہ لوگ اس کے لیے پاگل ہوئے جا رہے ہیں۔ میرا جانور ہے لکڑبگھا۔ اب بتاؤ میری قسمت کا حال!"

"سخت دشواریوں میں پڑنے والے ہو۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ وہ تاروں کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے!"

"ہاں پروفیسر!"

"لیکن تمہیں ہو کیا گیا تھا تم اس بے وقعت تار کے ٹکڑے کے لیے اتنے دنوں تک اپنی زندگی خطرے میں ڈالے رہے!"

"میرا خیال تھا کہ اس تار میں کوئی راز پوشیدہ ہے!"

"تار میں راز؟"

"ہاں میری دانست میں وہ ریکارڈ کیا ہوا تار تھا لیکن میں نے اسے ایک وائر ریکارڈر پر بھی چلا کر دیکھا اور میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ میں اب تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہوا ہوں کہ وہ آخر ہے کیا بلا جس کے لیے ان لوگوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے...!"

"تو کیا تم اس کا جواب مجھ سے چاہتے ہو؟"

"یقیناً پروفیسر! کیا تمہاری رُوحانی قوت۔۔۔؟"

"ذرا ٹھہرو۔ مجھے یہ قوّت محض اسی بنا پر حاصل ہو سکی ہے کہ میں اس قوت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں رکھتا ایک راز دوسرے پر ظاہر کرنا میرے لیے خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اچھے لڑکے مجھ سے میری صلاحیت چھن جائے گی اگر میں نے ایسا کیا!"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔

"خیر تم مجھے بتاؤ کہ اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل کروں؟"

"میں انھیں فنا کر دوں گا اگر انھوں نے ایسا کیا" دوسری طرف سے پروفیسر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میں مطمئن نہیں ہوں۔ ویسے اس بے چارے کو قطعی نہیں معلوم کہ میں کہاں پایا جاتا ہوں!"

"اگر وہ جانتا بھی ہو تو ہرگز نہیں بتائے گا۔ یہ نسل کتوں کی نسل سے بھی زیادہ وفادار ہوتی ہے" ویلانی کی آواز آئی "خیر اب مجھے اجازت دو۔ میں عبادت کر رہا تھا۔ صبح مجھے پھر رنگ کرنا!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

گھر پہنچ کر جوزف نے اپنی بوتلیں سنبھالیں اور پالتی مار کر فرش پر بیٹھ گیا سلیمان پاس ہی کھڑا اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً اس نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"صاحب کا حکم بجا لانے کہاں تشریف لے گئے تھے؟"

"تشریف۔ نہیں بابا۔ ہم اکیلا گیا تھا۔"

"وفادار ٹھہرے۔ حکم بجا لائے تھے!"

"چوپ راؤ۔۔۔ سالا۔۔۔ شوربا اُبالو۔۔۔ آلو چھیلو۔۔۔ تم ہمارا بات کیا جانتے۔۔۔ ہم نیزہ چلاتا۔۔۔ ہم رائفل چلاتا۔۔۔ ہم دشمن کا پیٹ پھاڑتا۔۔۔ بھاگو۔۔۔ آلو چھیلو۔۔۔ سالا والا۔۔۔!"

"دیکھ بے ہم سے اوندھی سیدھی بات نہ کرنا۔۔!"

"بھاگ جاؤ۔۔!" جوزف ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"کر لو کچھ دیر عیش۔ جہاں صاحب کی شادی ہوئی۔۔۔!"

"صاحب کی شادی۔۔" جوزف نے حلق پھاڑ کر قہقہہ لگایا۔

"ابے ہاں۔۔!"

"صاحب کے باپ کا بھی نہیں ہو سکتا!" جوزف نے دفعتہً غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کراؤں گا۔۔۔ میں۔۔!" سلیمان اپنا سینہ ٹھونک کر بولا۔

"تو تم کرائے گا۔۔!" جوزف جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ سلیمان نے لپک کر ریسیور اُٹھایا لیکن پھر بُرا سا مُنہ بناتے ہوئے جوزف کی طرف مُڑا۔

"تیری کال ہے!"

جوزف جھومتا ہوا فون کی طرف بڑھا۔ اس وقت اُسے سچ مچ نشہ ہو گیا تھا۔ بے تحاشا پی لی تھی۔

فون پر دوسری طرف عمران تھا۔ جوزف نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہام۔۔۔ ہام۔۔۔ میں خیریت سے گھر پہنچ۔۔۔ پہنچ۔۔۔ گیا۔۔۔ ہوں پہنچ! مگر تم مجھے۔۔۔ یہ بتاؤ۔۔۔ کہ کیا تم۔۔۔ پہنچ۔۔۔ باورچی کے کہنے سے شادی کرو گے۔۔۔ پہنچ۔۔۔!"

"کیا بک رہا ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی "اوہ کمبخت میں سمجھ گیا تو مربھکوں کی طرح شراب پر گرا ہوگا!"

"میری بات کا جواب دو باس!" جوزف بائیں مٹھی بھینچ کر ماؤتھ پیس میں چیخا۔

"ہاں میں اس باورچی کے کہنے پر شادی کر لوں گا!"

"میرے خدا!" جوزف کی آواز گلوگیر ہو گئی "باس یہ تم کیا کہہ رہے ہو!" پھر وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریسیور لیا اور عمران کو مخاطب کر کے بولا

"اب سنبھالیئے آکر سالا بہک گیا ہے۔ ساری رات سونے تھوڑی ہی دے گا۔ پڑوس والے پیٹنے کے لیے آ ہی رہے ہوں گے!"

"او مردود۔۔۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟" عمران نے غصیلی آواز میں [illegible]

"اب میں بھی رونے جا رہا ہوں!" سلیمان نے کہا اور جوزف کے رونے کی نقل اُتارنے لگا۔

"خدا غارت کرے!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔